إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰٓى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل ۳۵

اللہ اکبر

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

فی پرچہ ۱/

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۷۰ | مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۲ شعبان ۱۳۵۱ھ | جلد ۲۰

جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے احباب جماعت کو تاکید

چہ گویم با تو گر آئی جہاد در قادیان بینی ۔ دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

"مبایعین محض للہ سفر کر کے آویں۔ اور میری صحبت میں رہیں۔ اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جائیں۔ کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے دیکھنے میں مبایعین کو فائدہ ہے۔ مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے۔ جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے"

"ضروری ہے۔ کہ تم جلدی جلدی میرے پاس آؤ۔ معلوم نہیں۔ کہ تم کتنا زمانہ میرے بعد بسر کرو گے۔ پاس رہنے میں بہت فائدہ ہوتا ہے"

(حضرت مسیح موعودؑ)

"یہاں آؤ۔ نہ اس لئے کہ روٹی۔ یا بستر ملے۔ بلکہ اس لئے کہ تمہاری بیماریوں کا علاج ہو۔ تم خدا کے مسیح اور مہدی سے فیض حاصل کرو" "جب کسی کو صادق کا پتہ لگ جائے۔ تو ساری تجارتوں اور بیع و شریٰ کو چھوڑ کر اس کے پاس پہنچ جانا چاہیئے"

(حضرت خلیفہ اولؓ)

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے۔ کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے" "یہاں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں"

(حضرت خلیفہ ثانیؓ)

جلسہ سالانہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۲ء کو منعقد ہوگا۔ طعام و قیام کا انتظام ہمارے ذمہ ہے۔ البتہ موسمی بستر ہمراہ لیئے۔

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ صاحبزادی امۃ المجید کو ابھی بخار ہے۔ اس کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

خاندان نبوت کے دیگر افراد خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھے ہیں۔

مولوی ظہور حسین صاحب مولوی فاضل نے ۶ر دسمبر اپنی دعوت ولیمہ کی تقریب پر بہت سے معززین کو مدعو کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی شمولیت فرمائی۔

۷۔ دسمبر ۱۹۳۲ء حضرت مولوی شیر علی صاحب اور مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی مدرس تعلیم الاسلام ہائی سکول کے دوسرے مکان کی بنیادی خشت محلہ دار العلوم میں رکھی۔

بھٹنڈا کی ایک یتیم مسلمان لڑکی کا زبردستی اغوا

ایک آریہ ڈاکٹر کی شرمناک شرارت

بھٹنڈہ ریاست پٹیالہ سے ایک نہایت ہی تکلیف دہ اور رنج افزا واقعہ کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ حالات یہ ہیں۔ کہ ایک نابالغ مسلمان لڑکی کا جس کا باپ فوت ہو چکا ہے۔ آریہ سماج بھٹنڈہ کے ایک جوشیلے اور سرکردہ رکن نے جو ڈاکٹری کی دوکان کرتا ہے۔ اس طرح اغوا کیا۔ کہ بعض بے غیرت اور بے حیا مسلمانوں اور ان کی عورتوں کو روپے کا لالچ دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا۔ کہ وہ اس لڑکی کو کسی طرح اس کی دوکان پر پہونچا دیں۔ ۳۰۔ ساون کو وہ لڑکی اس آریہ کی دوکان پر پہونچائی گئی۔ آریہ ڈاکٹر نے اپنی دوکان کے بالاخانہ پر اسے کئی روز حبس بے جا میں رکھا۔ اور سخت ڈرایا دھمکایا۔ بعد ازاں اسے مردانہ کپڑے پہنا کر رات کی گاڑی سے آگرہ لے گیا اور وہاں اس کی شدھی کا اعلان کرایا۔ چنچل کماری اس کا نام رکھا۔ اور اسے فروخت کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد اسے بٹالہ۔ امرتسر۔ اور لاہور وغیرہ پھراتے رہے۔ چونکہ مسلمانانِ بھٹنڈہ میں اس واقعہ کی وجہ سے سخت بے چینی اور اشتعال پیدا ہو گیا تھا۔ اس لئے ان کے ایک وفد نے سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس برنالہ کی خدمت میں پیش ہو کر حالات بیان کئے۔ پھر وفد جناب ٹکا صاحب کی خدمت میں پٹیالہ پہونچا۔ ٹکا صاحب نے ازراہِ نوازش اس واقعہ کی تفتیش کے لئے ضروری احکام صادر فرمائے۔ اور تفتیش پر سردار کھڑک سنگھ صاحب کوتوال بھٹنڈہ اور مولوی فضل الرحمٰن صاحب انسپکٹر کو خاص طور پر متعین کئے۔ جنہوں نے ازحد کوشش سے دو اڑھائی ماہ کے بعد لڑکی کا سراغ لگا لیا۔ اس اثنا میں ڈاکٹر مذکور نے لڑکی کو مقامی آریہ سماج کے سپرد کر دیا۔ آریوں نے جب دیکھا۔ کہ لڑکی کو پوشیدہ رکھنا ان کے لئے ناممکن ہے۔ تو انہوں نے لڑکی کو بہت کچھ سکھا پڑھا کر مقامی تھانہ میں پیش کر دیا۔ اور خود سکھایا ہوا بیان لڑکی سے دلایا۔ اس کی شدھی کا سرٹیفکیٹ بھی پیش کیا۔ مگر پولیس نے پوری تحقیقات کے بعد ڈاکٹر مذکور اور ان مسلمانوں کو جو اس کے مددگار تھے۔ گرفتار کر لیا۔ مورخہ ۹۔ ۱۰۔ نمبر کو ملزمین عدالت میں پیش کئے گئے۔ لڑکی والوں کی طرف سے مرزا احمد علی بیگ صاحب احمدی بی۔اے ایل۔ایل۔بی پیروکار تھے۔ اور آریہ سماج نے لاہور اور فیروزپور سے بیرسٹر بلائے ہوئے تھے۔ عدالت میں لڑکی نے اصل واقعات بیان کر دیئے۔ اور بتایا۔ کہ مجھے زبردستی اغوا کیا گیا اور پھر بغیر میری مرضی کے شدھ کیا گیا۔ اور حبس بے جا میں رکھا گیا۔ اس پر لڑکی وارثوں کے سپرد کر دی گئی۔

مقدمہ بعدالت سردار دھنا سنگھ صاحب مجسٹریٹ دائر ہے۔ اور مسلمان اس کے فیصلہ کے بڑی بے چینی سے منتظر ہیں۔

یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت ہی دردناک ہے۔ آریہ ڈاکٹر کا مسلمان لڑکی کو زبردستی اغوا کرنا۔ حبس بے جا میں رکھنا۔ اور آگرہ لے جا کر شدھ کرانا اور پھر آریہ سماج کا لڑکی کو پوشیدہ رکھنے میں ممد بننا نہایت ہی شرمناک امور ہیں۔ وہ پولیس افسران جنہوں نے اس واقعہ کی تفتیش کی۔ نہایت ہی قابلِ تعریف ہیں۔ کہ انہوں نے اپنی قابلیت کا بہت اچھا سلوک پیش کیا۔ اور ملزمین کو گرفتار کرنے۔ اور لڑکی کا سراغ لگانے میں کامیابی حاصل کی۔ امید ہے۔ کہ عدالت ایسے فتنہ پرداز مجرموں کو جن کا اس واقعہ سے تعلق ہے۔ عبرتناک سزائیں دے گی۔ تاکہ اس قسم کے شرمناک واقعات کا انسداد ہو۔ اور وہ آریہ جو ہندو مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے شرمناک طریق عمل اختیار کرتے ہیں۔ انہیں عبرت حاصل ہو۔

قادیان دار الامان

اے

درسگاہِ عارفاں

سرزمینِ معرفت۔ اے جلوہ گاہِ قدسیاں
اے کہ تیرے نام پر سو بار جان و دل فدا
اے کہ تو ہے منبعِ علم و ہدیٰ۔ فہم و ذکاء
برتر از چرخِ چہارم۔ تیرا رتبہ کیوں نہ ہو
وہ جری۔ باطل شکن۔ مامورِ حق۔ احمد نبی۔
ہاں وہی تو۔ جس نے باطل کر دیا پیوندِ خاک
مردہ روحوں کے لئے لایا جو پیغامِ حیات
دشتِ ظلمت میں بھٹکتے تھے جہاں کے فلسفی
پاسبانِ امتِ احمد۔ ہوا محمودِ حق
یاد ہے وہ درسِ قرآں روح پرور۔ دل ربا
فلسفیِ غرب دیکھا۔ منطقیِ شرق بھی
"چھوٹی بستی" لوگ کہتے ہیں حقارت سے تجھے۔
یاد آیا ہے کہ تو بھی جب ہماری درسگاہ
ایک مدت کے لئے گو ہم جدا تجھ سے ہوئے

اے نشانِ ذاتِ حق۔ اے مہبطِ کروبیاں
اے کہ زندہ تجھ سے ہے اسلامیوں کی داستاں
اے کہ تو ہے اس جہاں میں درسگاہِ عارفاں
جبکہ ہے نازل ہوا۔ تجھ میں مسیحائے زماں
جس کی تقریروں سے گونجے بارہا ہفت آسماں
جس نے تشنہ کہکر کئے زندہ ہزاروں نیم جاں
چشمۂ کوثر بنا ہے۔ جو برائے تشنگاں
آفتابِ حق سے مغرب ہو گیا اب نکتہ داں
حسن و احساں میں جو ہے۔ بمثلِ مسیحائے زماں
مسجدِ اقصےٰ میں ہاں وہ مجمعِ پیر و جواں
پر نہ پایا اپنے آقا سا۔ کوئی شیریں بیاں
پر سمجھتا ہوں تجھے میں اس زمیں کا کہکشاں
اور ہمارا مسکن و ماویٰ تھی اے جنت نشاں
پر دلِ مضطر میں ہیں انوار تیرے ضوفشاں

"آہ کیسی خوش گھڑی ہوگی۔ کہ بانیلِ مرام
باندھیں گے رختِ سفر کو ہم برائے قادیاں"

خاکسار ابو العطاء اللہ دتہ

عبدالرحمٰن [illegible]

کتاب تحفۂ گولڑویہ شائع ہو گئی

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مشہور تصنیف تحفۂ گولڑویہ جو عرصہ سے نایاب تھی۔ اب تیسری بار نہایت اہتمام کے ساتھ چھپوائی گئی ہے۔ کاغذ اعلےٰ قسم کا۔ لکھائی بہترین۔ طباعت دیدہ زیب اور حجم تقریباً ۳۰۰ صفحہ ہے۔

مگر باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف ایک روپیہ رکھی گئی ہے۔ تاکہ احبابِ جماعت اس لطیف اور نادر تصنیف کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے سکیں۔ مجھے امید ہے۔ کہ ہر ایک احمدی اسے خود بھی پڑھے گا۔ اور دوسروں تک بھی پہنچائیگا تاکہ وہ بھی اس میں بیان کردہ حقائق و معارف سے مستفید ہوں۔ اور دنیا میں حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی صداقت آشکارا ہو۔

نظارت تعلیم و تربیت قادیان نے امسال اس کو امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نصاب میں بھی رکھا ہوا ہے۔ جو دوست اس سال امتحان دینے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ تو اسے جلد ہی منگوا لیں۔ تاکہ امتحان کی تیاری کر سکیں۔

ملنے کا پتہ:۔ بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان۔

ناظر تالیف تصنیف قادیان

غیر احمدیوں سے دو مناظرے

موضع مہی براستہ کاموکے ضلع گوجرانوالہ میں ۱۱۔ دسمبر کو غیر احمدیوں سے مناظرہ ہوگا۔ اردگرد کے احمدی احباب اس میں شرکت فرمائیں۔ اور مستفیض ہوں۔

پاک پٹن میں بھی ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ دسمبر کو غیر احمدیوں سے مناظرے ہیں۔ اردگرد کے احمدی احباب کو چاہیئے۔ کہ اس میں شامل ہو کر فائدہ اٹھائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ۔ قادیان

درخواستِ دعا

۲۰۔ نومبر ۱۹۳۲ء کو خدا کے فضل سے میرے گھر لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جس کے کان میں اذان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب سول سرجن نے اور گھٹی حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا نے دی۔ لیڈی ڈاکٹر کی غلطی سے بچہ کے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے احباب اس کی صحت۔ درازیٔ عمر اور خادمِ دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ عاجز سید غلام حسین ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ڈیرہ تاج منزل نتھہ سنگھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۰ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۲ء | جلد ۲۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور عیسائیت

کسرِ صلیب کا خود صلیب برداروں کو اعتراف

"نور افشاں" کا ایک مضمون

۲۸ اکتوبر کے اخبار "نور افشاں" میں "مخالفِ مسیح" کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ جس میں ایک مخالفِ مسیح رُوح کے اکمل ظہور کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ زمانہ کے متعلق لکھا تھا "کلیسیا کے لئے بڑی آزمائش کا زمانہ ہے"! اور عیسائیوں سے کہا گیا تھا۔ کہ

"ایسی پُرخطر دُنیا اور ایسے پُرخطر زمانہ میں ایمانداروں کو ہمت نہیں ہارنی چاہیئے"!

ایڈیٹر صاحب "نور افشاں" نے اس رُوح کے متعلق جو عیسائیوں کے نزدیک سب سے بڑی "مخالفِ مسیح" ہے۔ اور جس کی وجہ سے ان پر بے حد خوف و ہراس طاری ہے۔ لکھا:۔

"میری دانست میں تو ظاہر ہو گیا ہے۔ یعنی مرزا صاحب قادیانی کے لباس میں"!

گویا ایڈیٹر صاحب "نور افشاں" نے صاف طور پر تسلیم کر لیا کہ مسیح کے متعلق جو خیالات اور اعتقادات عیسائی رکھتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی "مخالفت" مرزا صاحب قادیانی کے لباس میں "ظاہر ہو چکی ہے"۔

"الفضل" کی تنقید

اس پر ہم نے ۱۰۔ نومبر ۱۹۳۲ء کے "الفضل" میں "احمدیت کے مقابلہ میں عیسائیت کو اپنی شکست کا کھلا اعتراف" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ جس میں بتایا۔ کہ ایک طرف تو عیسائی یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود عیسائیت کے لئے موت کا پیغام ثابت ہو چکا ہے۔ کیونکہ مسیح کے متعلق جو عقائد عیسائیت پیش کرتی ہے۔ ان کے سب سے بڑے مخالف وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرار دے رہے ہیں اور اسی وجہ سے آپ کو مخالفِ مسیح رُوح کہہ رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ اقرار کر رہے ہیں۔ کہ

"بہت سے لوگ مسیحیت کی آڑ میں دُنیا پرست ہیں۔ اور مخالفِ مسیح کی روح کے زیرِ اثر ہیں۔ اور بعض ابتدائی ایمان کو ترک کر رہے ہیں۔ اور نئی نئی بدعتوں کا شکار بن رہے ہیں"۔ (نور افشاں ۲۸ اکتوبر ۱۹۳۲ء)

گویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیسائی پادری "مخالفِ مسیح رُوح" قرار دے کر یہ بھی تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ اس رُوح کا اثر عیسائیوں میں یہ ہو رہا ہے۔ کہ وہ باتیں جو عیسائیت کے لحاظ سے "ابتدائی ایمان" کہلاتی ہیں۔ انہیں بھی عیسائی چھوڑتے جا رہے ہیں۔ اور ان کی بجائے نئی نئی باتیں اختیار کر رہے ہیں۔

نور افشاں کی مصنوعی مسرت

ہمارے اس مضمون پر "نور افشان" (۲۵ نومبر) نے بظاہر بڑی خوشی کا اظہار کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ

"اس مضمون کو پڑھ کر ہمیں اس قدر مسرت حاصل ہوئی کہ شاید ہی اس سے قبل حاصل ہوئی ہو"!

لیکن اس مسرت کے مصنوعی ہونے کا یہی ثبوت کافی ہے کہ "نور افشاں" نے ہمارے مضمون میں کاٹ چھانٹ کر کے صرف اس کی چند سطور ہی نقل کی ہیں۔ اگر فی الواقعہ وہ مضمون ایسا ہی تھا جیسا کہ "نور افشاں" نے ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اس سے اس کو ایسی مسرت حاصل ہوئی۔ جو اس سے قبل شاید ہی کبھی اسے حاصل ہوئی ہو۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ سارا مضمون لفظ بلفظ درج کر کے اس نے ساری عیسائی دُنیا کے لئے سامانِ مسرت بہم نہ پہنچایا۔ اور صرف چند ابتدائی اور چند آخری سطور نقل کر کے اس طرح بغلیں بجانے لگ گیا۔ کہ

"مسیحی بھائیو۔ کیا یہ باعث صد ہزاراں مسرت اور شادمانی نہیں۔ کہ خود قادیانیوں کے سرکاری گزٹ نے تسلیم کر لیا۔ کہ در حقیقت مرزا صاحب آنجہانی ہی مخالفِ مسیح تھے"!

عیسائیت کا سب سے بڑا مخالف

حالانکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں۔ کہ جس کا "نور افشاں" پر آج انکشاف ہوا ہو۔ ہر وہ شخص جس نے عیسائیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لٹریچر کا مطالعہ کیا۔ اور مسیح کے متعلق عیسائیوں کے عقائد کے خلاف آپ کے زبردست دلائل اور براہین کو پڑھا۔ وہ جانتا ہے۔ کہ عیسائی جس چیز کو "مسیح" قرار دیتے ہیں اور جن صفات کے مجموعہ کا نام "مسیح" رکھتے ہیں۔ ان کا سب سے بڑا اور سب سے زبردست مخالف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی وجود باجود ہے۔ پھر ہماری طرف سے اگر یہی حقیقت اب پیش کی گئی۔ تو یہ کوئی نئی بات نہیں۔ اور نہ اس میں کسی عیسائی کے لئے مسرت کی کوئی وجہ ہے۔ ہاں عیسائیوں کی طرف سے اس بات کا اقرار اور عیسائی دُنیا میں اس کے اثرات کا اعتراف ایک ایسی بات ہے۔ جو اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ اب عیسائیوں پر بھی واضح ہو گیا ہے۔ کہ عیسائیت کے مخالف کا اکمل ظہور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وجود میں ہو چکا ہے۔ اور آپ نے جس زور اور قوت کے ساتھ عیسائیت کا رد کیا ہے۔ اور اس کے بنیادی عقائد کا بودا پن ثابت کیا ہے۔ اس کا ظہور آپ سے قبل کسی وقت نہیں ہوا۔ یہ بات اگر عیسائیوں کے لئے باعثِ صد ہزاراں مسرت اور شادمانی ہے۔ تو انہیں مبارک ہو۔ کہ اصل حقیقت ان پر ظاہر ہو گئی۔

"نور افشاں" کی مخالفِ مسیح کے متعلق تشریح

"نور افشاں" نے "مخالفِ مسیح" کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ہم عیسائی ہر کس و ناکس کو جو مسیحی عقائد پر دھول اچھالتا ہے اور اپنا انجام خراب کرتا ہے۔ مخالفِ مسیح نہیں کہتے ہیں۔ ہم مخالفِ مسیح اس شخص کو کہتے ہیں۔ جو خود مسیح ہونے کا دعوے کرے اور حضور کے نور سے اپنی ازلی شقاوت و قساوتِ قلبی کی وجہ سے بَیر رکھے"!

"نور افشاں" نے ان الفاظ میں یہ ظاہر کرنا چاہا ہے۔ کہ عیسائیوں کے نزدیک وہ شخص مخالفِ مسیح نہیں۔ جو مسیحی عقائد کو باطل ثابت کرے۔ غالباً ایسے شخص کو موافقِ مسیح کہتے ہونگے۔ ہاں جو خود مسیح ہونے کا دعوے کرے۔ اور حضور کے نور سے اپنی ازلی شقاوت و قساوتِ قلبی کی وجہ سے بَیر رکھے" اسے مخالفِ مسیح کہتے ہیں۔

ایک سوال

مگر سوال یہ ہے۔ کہ پھر مسیح ہونے کا دعوے کرنے سے کوئی

مخالفِ مسیح کس طرح بن سکتا ہے۔ اگر کوئی خود مسیح ہونے کا دعوےٰ کر کے مسیحی عقائد کی بطالت ثابت نہیں کرتا۔ ان عقائد کی لغویت ظاہر نہیں کرتا۔ انہیں عقلی اور نقلی طور پر غلط قرار نہیں دیتا۔ تو اسے عیسائی مخالفِ مسیح کس مونہہ سے کہہ سکتے ہیں۔ جبکہ وُہ کسی ایسے شخص کو بھی جو بالفاظ "نور افشان" "مسیحی عقائد پر دھول اچھالتا ہے" مخالفِ مسیح نہیں کہتے "۔

بیر رکھنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

اسی طرح یہ امر بھی قابل دریافت ہے۔ کہ "نور افشان" کے "حضورِ پُرنور سے" کسی کے بیر رکھنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ کسی کا اس سے کوئی ذاتی جھگڑا نہیں۔ کسی مشترکہ جائداد کے تقسیم کرانے کا سوال نہیں۔ کوئی رشتہ داری کی اُلجھن نہیں۔ پھر بیر رکھنے کے کیا معنی۔ غرض دُنیا میں کوئی ایسا شخص ہو ہی نہیں سکتا۔ جسے عیسائیوں کے مسیح سے کسی قسم کا کوئی ذاتی جھگڑا ہو۔ اور جب یہ نہیں۔ تو اس سے کسی کو بیر بھی نہیں ہو سکتا۔ ہاں جو باتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ ان پر تنقید کرنے اور ان کو غلط ثابت کرنے کا حق ہر صاحب عقل و دانش کو حاصل ہے۔ اور یہ وہی باتیں ہیں۔ جو مسیحی عقائد ہیں۔ پس "نور افشان" نے مخالفِ مسیح کی عجیب و غریب تشریح کرتے ہوئے جو گورکھ دھندا اختیار کیا۔ وُہ اُسے کچھ بھی فائدہ نہیں پہونچا سکتا۔ اور بات وہی کی وہی ہے کہ عیسائیوں کے نزدیک "مخالفِ مسیح" وہی ہے۔ جو مسیحی عقائد کی تردید کرے اور چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے زبردست تردید کی۔ اور عیسائیت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیا۔ اس لئے عیسائی آپ کو سب سے اکمل مخالفِ مسیح کہہ رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کے نزدیک حضرت مسیحؑ کی اصل شان

ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ "نور افشان" کے "حضورِ پُرنور سے" بیر رکھنے کی کسی کے لئے کوئی وجہ نہیں ہو سکتی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تو یہ شان ہے۔ کہ جہاں آپ نے عیسائیوں کے ان عقائد کی جو مسیح کی طرف وُہ منسوب کرتے ہیں۔ نہایت ہی پُرزور اور زبردست تردید کی ہے۔ وہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی اصل شان ظاہر کرتے ہوئے بے حد تعریف و توصیف فرمائی ہے۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۔ "ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مامور ہیں۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو خُدا تعالےٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں۔ اور ان کی نبوت پر ایمان لائیں۔ سو ہماری کسی کتاب میں بھی کوئی ایسا لفظ نہیں ہے۔ جو ان کی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو" (ایام الصلح)

۲۔ "حضرت مسیح اپنے اقوال کے ذریعہ اور اپنے افعال کے ذریعہ سے اپنے تئیں عاجز بندہ ٹھیراتے ہیں۔ خدائی کی کوئی بھی صفت ان میں نہیں۔ ایک عاجز انسان ہیں۔ ہاں نبی اللہ بے شک ہیں۔ خدا تعالےٰ کے سچے رسول ہیں۔ اس میں کوئی شُبہ نہیں" (جنگ مقدس)

۳۔ "موسےٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا۔ اور محمدی سلسلہ میں مَیں مسیح مُوعُود ہوں۔ سو میں آپ کی عزت کرتا ہوں جس کا ہمنام ہوں" (کشتی نوح)

عیسائیت کا اکمل مخالف

ان اقتباسات سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسیحؑ کی اصل شان اور حقیقت کے لحاظ سے ان کی پوری توقیر کرتے۔ انہیں خدا تعالےٰ کا مامور۔ سچا۔ پاک۔ اور راستباز نبی تسلیم کرتے ہیں۔ ہاں مسیحی عقائد کے رُو سے مسیح کی طرف جو کچھ منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کی آپ نے سخت مخالفت کی۔ دلائل اور براہین کے ذریعہ اسے باطل ثابت کیا۔ اور اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کو بے حقیقت ٹھیرایا۔ یہ کام آپ نے اس شد و مد کے ساتھ۔ اس قوت و طاقت کے ساتھ اور اس شان و شوکت کے ساتھ انجام دیا۔ کہ آپ سے پہلے کسی نے نہ کیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ عیسائیوں نے آپ کے سوا کسی کو اپنے مزعومہ مسیح کا اکمل مخالف نہ کہا۔ اور کہتے بھی کیونکر جبکہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کسرِ صلیب کا اہم کام مقرر تھا۔ چونکہ آپ ہی نے اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کی صداقت کا ثبوت پیش کرنے کے لئے عیسائیوں کو بار بار چیلنج دیئے۔ اور عیسائیوں نے مقابلہ پر نہ آکر اپنی شکست کا اقرار کیا۔ اس لئے آپ اور صرف آپ ہی عیسائیت کا اکمل طور پر قلع قمع کرنے والے ٹھیرے۔

عیسائیوں کو مقابلہ کی دعوت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیسائیوں کو بار بار جس طرح مقابلہ کے لئے بلایا۔ مگر کوئی سامنے نہ آیا۔ اس کے ثبوت میں بطور نمونہ صرف ایک حوالہ پیش کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"میں دعوےٰ سے کہتا ہوں۔ اور خدا تعالےٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس میں سچا ہوں۔ اور تجربہ اور نشانات کی ایک کثیر تعداد نے میری سچائی کو روشن کر دیا ہے۔ کہ اگر یسوع مسیح ہی زندہ خدا ہے۔ اور وُہ اپنے صلیب بر داروں کی نجات کا باعث ہُوا ہے۔ اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ باوجودیکہ اس کی خود دُعا قبول نہیں ہوئی تو کسی پادری یا راہب کو میرے مقابلہ پر پیش کرو۔ کہ وُہ یسوع مسیح سے مدد اور توفیق پا کر کوئی خارق عادت نشان دکھائے میں اب میدان میں کھڑا ہوں۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ میں اپنے خدا کو دیکھتا ہوں۔ وُہ ہر وقت میرے سامنے اور میرے ساتھ ہے۔ میں پکار کر کہتا ہوں۔ کہ مسیح کو مجھ پر زیادت نہیں۔ کیونکہ میں نور محمدی کا قائم مقام ہوں۔ جو ہمیشہ اپنی روشنی سے زندگی کے نشان کو قائم کرتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کس چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے تسلی پانے کے لئے اور زندہ خدا کو دیکھنے کے لئے ہمیشہ روح میں ایک تڑپ اور پیاس ہے۔ اور اس کی تسلی آسمانی تائید و اور نشانوں کے بغیر ممکن نہیں۔ اور میں دعوےٰ سے کہتا ہوں۔ کہ عیسائیوں میں یہ نور اور زندگی نہیں ہے۔ بلکہ یہ حق اور زندگی میرے پاس ہے۔ میں چھبیس برس سے اشتہار دے رہا ہوں۔ اور تعجب کی بات ہے۔ کہ کوئی عیسائی پادری مقابلہ پر نہیں آتا۔ اگر ان کے پاس نشانات ہیں۔ تو وُہ کیوں انجیل کے جلال کے لئے پیش نہیں کرتے" (الحکم ۷ر فروری ۱۹۰۲ء)

کوئی عیسائی مقابلہ پر نہ آیا

مندرجہ بالا سطور کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت زور اور تحدی کے ساتھ عیسائیوں کو عیسائیت کے عقائد کے متعلق مقابلہ کا چیلنج دیا۔ ایک بار نہیں۔ بلکہ چھبیس سال تک متواتر اس چیلنج کو دوہرایا۔ لیکن کیا کسی عیسائی نے اسے قبول کیا۔ اور عیسائیت کا کوئی حامی مقابلہ کے لئے اٹھا۔ قطعاً نہیں۔ پھر کیا اس قسم کا چیلنج عیسائیوں کو کسی اور نے بھی دیا۔ ہر گز نہیں۔ یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہی مقدر تھا۔ اور آپ نے ہی اسے سرانجام دیا۔ اس وجہ سے عیسائیوں کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ وُہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے عقائد کا سب سے بڑا مخالف سمجھیں۔ اور اس کا اعتراف کریں۔

اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کو شکست فاش

تمام عیسائی دُنیا کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چیلنج کو قبول نہ کرنا اس بات کا کھُلا کھُلا ثبوت ہے۔ کہ اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کو شکست فاش ہو چکی ہے۔ اور یہ ایسی کمر شکن شکست ہے۔ کہ کسی عیسائی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام کے مقابلہ میں آنے کی بھی ہمت باقی نہیں رہی۔ اور احمدی کے نام سے ہی عیسائیوں کے اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ خود "نور افشان" (۱۳ر اکتوبر ۱۹۳۲ء) نے اعلان کیا۔ کہ

"ہم بارہا اس امر کا اعلان کر چکے ہیں۔ کہ ہم کسی قادیانی کے ساتھ اسلام کے نام پر نہیں اُلجھ سکتے"

اس قسم کا بار بار اعلان کرنے کی عیسائیوں کو کیوں ضرورت پیش آ رہی ہے۔ اس لئے کہ عیسائیت کی تردید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے احمدیوں کو دلائل اور براہین کے جن اسلحہ سے مسلح کر دیا ہے۔ ان کے وار برداشت کرنے کی عیسائیوں میں ہمت نہیں۔ اور بارہا کا تجربہ انہیں بتا چکا ہے۔ کہ ہر احمدی عیسائیت پر بھاری ہے۔ جس برگزیدہ خدا نے اپنے ادنےٰ خدام کو عیسائیت کے مقابلہ میں اس قدر جری اور تیغ تعصیب بنا دیا ہے جس کے غلاموں کے مقابلہ میں آنے سے عیسائیوں کی رُوح قبض ہوتی ہے جس کے پیرووں کے متعلق "نور افشان" کا اپنا یہ بیان ہے۔ کہ "ہم بارہا اس امر کا اعلان کر چکے ہیں کہ ہم کسی قادیانی کے ساتھ اسلام کے نام پر نہیں اُلجھ سکتے" اس کی اپنی ذات بابرکات جس قدر عیسائیت کا قلع قمع کرنے والی ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ اور عیسائیوں کے لئے اس امر کا اعتراف کئے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں۔ کہ وُہ جن صفات اور جن اعمال

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

زمیندار کے "قادیان نمبر" کے اعتراضات کے جواب

جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

رُوحانی استعارات

"زمیندار" نے اپنے اخبار کے "قادیان نمبر" میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر چند اعتراضات کئے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے خدا تعالیٰ کے متعلق لکھا ہے۔ اس وجود اعظم کے بے شمار ہاتھ پیر ہیں۔ اور وہ عرض اور طول رکھتا ہے۔

میرا خیال ہے۔ اگر معترض اس عبارت کے سیاق و سباق کو اچھی طرح غور و فکر کے ساتھ پڑھ لیتا۔ تو اعتراض نہ کرتا۔ لیکن وہ مجبور تھا۔ کیونکہ آنکھوں پر تعصب کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ پیر کے الفاظ صرف استعارے کے طور پر لکھے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آتا ہے یداہ مبسوطتان۔ یعنی خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں۔ ید اللہ فوق ایدیھم۔ خدا کا ہاتھ مومنوں کے ہاتھوں پر ہے السمٰوٰت مطویات بیمینہٖ سب آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہیں۔ کل شیءٍ ھالکٌ الا وجھہٗ ہر ایک چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ سوائے اس کے چہرہ کے۔ یا حدیث میں آتا ہے۔ کہ قلب المؤمن بین اصبعین من اصابع الرحمٰن یعنی مومن کا دل خدا تعالیٰ کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے۔

اگر قرآن اور حدیث کے ایسے الفاظ کو استعارات پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کو استعارہ نہ قرار دیا جائے۔

انسانی نفس ناقۃ اللہ ہے

دوسرا اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عبارت پر کیا گیا ہے۔ کہ

"خدا تعالیٰ اپنی پاک تجلی کے ساتھ اس پر یعنی انسان پر سوار ہوا جیسے کوئی اونٹنی پر سوار ہوتا ہے" (توضیح مرام)

اصل بات یہ ہے۔ کہ سورۃ والشمس کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کتاب میں تفسیر فرمائی ہے۔ جس سے یہ عبارت کا ٹکڑا معترض نے لے لیا۔ اور اگلی پچھلی عبارت کو چھوڑ دیا۔ بات یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قد افلح من زکّٰھا وقد خاب من دسّٰھا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا۔ اور بکلی رذائل اور اخلاق ذمیمہ سے دست بردار ہو کر خدا تعالیٰ کے حکموں کے نیچے اپنے تئیں ڈال دیا۔ وہ نفس اپنی مراد کو پہنچے گا۔ لیکن جس شخص نے اپنے نفس کو پاک نہیں کیا۔ بلکہ بے جا خواہشوں کے اندر گاڑ دیا۔ وہ اس مطلب کے پانے سے نامراد رہیگا (توضیح مرام ص۶۳)

پھر آگے بیان فرماتے ہیں۔ کہ

"دیکھو۔ جس طرح ثمود کی قوم نے ناقۃ اللہ کو پانی نہ پینے دیا تھا۔ اور ایک شخص کی وجہ سے تمام قوم پر عذاب آ گیا۔ اسی طرح تم بھی باز آ جاؤ۔ کیونکہ انسان کا نفس بھی درحقیقت اس غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تا وہ ناقۃ اللہ کا کام دے"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ نفس زکیہ بھی ناقۃ اللہ کہلاتا ہے۔ اور اس لحاظ سے خدا تعالیٰ بھی انسان پر سوار ہوتا ہے۔ یعنی وہ انسان کو اپنا پورا مظہر بنانا چاہتا ہے۔ جس طرح انسان اونٹنی پر سوار ہوتا ہے۔ اور اونٹنی بالکل مطیع ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ خدا کا بندہ بالکل مطیع ہو جاتا اور خدا تعالیٰ کا پورا مظہر بن جاتا ہے۔ جب یہ حالت ہو جائے۔ تو پھر اس کو نقصان دینے والے کا وہی حال ہوتا ہے۔ جو ثمود کی قوم کا ہوا پس اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نکتہ معرفت بیان فرمایا ہے۔ کہ تم اگر اپنی خیر مانگتے ہو۔ تو روحانی زندگی کا پانی نفس پرست بند کر دو۔ اور اپنی بے جا خواہشوں کے ذریعہ اس کے پیر مت کاٹو۔ ورنہ تمہیں نقصان ہو گا۔ اگر کوئی غور کرے۔ تو اسے معلوم ہو گا۔ کہ یہ قابل اعتراض بات نہیں۔ بلکہ ایک نہایت لطیف روحانی نکتہ ہے۔

ملائکہ کا تمثلی وجود

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے۔ کہ

"ملائک اپنے وجود کے ساتھ کبھی زمین پر نہیں اترتے۔ اور ملک الموت بھی زمین پر نہیں اترتا"

معلوم ہوتا ہے۔ معترض نے یہ عبارت تو پڑھ لی۔ لیکن اگلی عبارت نہیں پڑھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

فرشتے اپنے اصل مقامات سے جو ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔ ایک ذرہ کے برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف سے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ وما منا الا لہ مقام معلوم۔ پس جس طرح سورج اپنے مقام پر ہے۔ اور اپنے مقام سے ہی گرمی اور روشنی زمین پر پھیلا کر زمین کی ہر ایک چیز کو فائدہ پہونچاتا ہے۔ اسی طرح ملائک کا بھی حال ہے۔ کہ اپنی اپنی جگہ کام کر رہے ہیں۔ اور زمین پر نہیں اترتے۔ (توضیح مرام)

پس فرشتوں کا اپنے شخصی اور اصلی وجود کے ساتھ نزول نہیں ہوتا۔ بلکہ تمثلی طور پر ہوتا ہے۔

پھر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ ملک الموت بھی نہیں اترتا۔ حالانکہ یہ ایک ثابت شدہ بات ہے۔ کہ ملک الموت ایک سیکنڈ میں ہزارہا لوگوں کی جانیں نکالتا ہے۔ مختلف بلاد و امصار میں ایک ہی وقت میں لاکھوں موتیں واقعہ ہوتی ہیں۔ اگر ہر جگہ فرشتہ پاؤں کے ساتھ چل کر جائے۔ تو پھر تو کئی مہینے لگ جائیں۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ ایک سیکنڈ میں ہی دنیا میں ہزاروں موتیں ہو جاتی ہیں۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ ملک الموت بھی باقی فرشتوں کی طرح اپنے شخصی وجود کے ساتھ زمین پر نہیں اترتا۔ اور یہی امر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔

"زمیندار" کی غلط بیانی

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لکھا ہے:- "فرشتے رُوح کی گرمی کا نام ہے"

حالانکہ یہ بالکل افترا ہے۔ کہیں توضیح مرام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں لکھا۔ کہ فرشتے روح کی گرمی کا نام ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے۔

"ملائک اس معنی سے ملائک کہلاتے ہیں۔ کہ وہ ملاک اجرام سماویہ اور ملاک اجسام الارض ہیں۔ یعنی ان کے قیام اور بقا کے لئے رُوح کی طرح ہیں۔ (توضیح المرام حاشیہ ص۳۲)

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جس طرح بدن بغیر رُوح کے کوئی چیز نہیں اسی طرح ملاک اجرام سماویہ اور ملاک اجسام الارض میں فرشتے روح کی طرح ہیں۔ پس معترض کا یہ اعتراض کہ فرشتے روح کی گرمی کا نام ہے۔ افترا ہے۔

قرآن کا زمین سے اٹھ جانا

ایک اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ پر کیا گیا ہے۔ کہ قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا میں قرآن کو آسمان پر سے لایا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے معترض کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یاد نہیں رہی کہ یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہٗ ولا من القرآن

الأاسمہٗ۔ یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ جب اسلام کا صرف نام ہی باقی رہ جائیگا اور قرآن دنیا سے اٹھ جائیگا (مشکوٰۃ کتاب العلم) اسی طرح یہ حدیث بھی یاد نہیں رہی کہ:۔ لو کان الایمان معلقًا بالثریا لناله رجل من اهل فارس۔ کہ ایک فارسی النسل ایسا ہوگا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا۔ تو وہ اسے واپس لے آئیگا۔ اب بتلاؤ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمادیا ہے۔ کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا۔ کہ قرآن زمین سے اٹھ جائیگا۔ تو اگر حضرت مرزا صاحب نے یہی فرمادیا کہ قرآن زمین سے اٹھ گیا تھا میں اسے واپس لایا ہوں تو اس میں کونسا اعتراض ہوا۔

مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری بھی لکھتے ہیں۔

"سچی بات یہ ہے کہ ہم میں سے قرآن مجید بالکل اٹھ چکا ہے"

(اہلحدیث ۱۴ جون ۱۹۱۲ء)

"اور نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی فرمادیا ہے۔

اب اسلام کا صرف نام قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے۔"

(اقتراب الساعۃ صد ۱۳)

گالی اور اظہار واقعہ میں فرق

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ قرآن شریف میں گالیاں بھری پڑی ہیں۔ اس اعتراض کی حقیقت سمجھنے کے لئے یہ معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر بعض ایسے الفاظ کی وجہ سے جو کسی قدر اپنے اندر مرارت رکھتے تھے مگر اپنے موقع اور محل کے لحاظ سے واقعات کا آئینہ تھے۔ اعتراض کیا گیا۔ تو حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے ازالہ اوہام طبع سوم صد ۲۶ میں فرمایا۔

"دشنام اور سب وشتم صرف اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقع ہو اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ اور اگر ہر ایک سخت اور آزار دہ تقریر کو محض بوجہ اس کی مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں۔ تو پھر اقرار کرنا پڑیگا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔"

اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گالی اور اظہار واقع میں فرق بتایا ہے۔ اور بیان فرمایا ہے کہ اگر ہم اظہار واقعہ کو محض اس کی کسی قدر سختی کی وجہ سے گالی قرار دے لیں تو اس طرح اقرار کرنا پڑیگا کہ قرآن شریف میں بھی گالیاں ہیں۔ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ قرآن شریف گالیوں سے بھرا پڑا ہے بلکہ یہ بتلایا کہ تم لوگ اظہار حقیقت کو گالی خیال کرتے ہو۔ حالانکہ اگر ایسا ہی ہو تو پھر اللہ تعالے کے کلام پاک پر بھی اعتراض وارد ہوگا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن شریف میں گالیوں کو تسلیم نہیں کیا بلکہ ایک اصل قائم کر کے بتایا ہے کہ اگر اسے قبول نہ کیا جائے تو قرآن شریف پر بھی اعتراض وارد ہو جاتا ہے اور ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام

ایک اعتراض زمیندار نے یہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں قرآن خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ حالانکہ حقیقۃ الوحی میں جو یہ الفاظ آتے ہیں کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے الفاظ نہیں بلکہ حضور کا ایک الہام ہے یعنی خدا تعالےٰ الہامًا بتلاتا ہے کہ قرآن خدا تعالیٰ کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں اور میرے منہ سے مراد خدا تعالیٰ کا مونہہ ہے نہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ مگر اعتراض ایسے رنگ میں کیا گیا ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ گویا قرآن مجید کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منہ کی باتیں قرار دے رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک

قرآن کے مخالف احادیث

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہو ہم اسے ردی میں پھینک دیتے ہیں اس عبارت کو پیش کرتے ہوئے بھی سیاق وسباق کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب مولوی ثناءاللہ صاحب نے مباحثہ ۔ میں یہ اعتراض کیا کہ آپ کو مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا خیال کیوں دل میں آیا آخر حدیثوں سے ہی لیا گیا ہے۔ پھر حدیثوں کی اور علامات کیوں قبول نہیں کی جاتیں تو اس اعتراض کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے اعجاز احمدی میں فرمایا۔

"میرے اس دعوے کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے اوپر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کر سکتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں؟"

اس تحریر میں حضور نے یہ بیان کیا ہے جو حدیث قرآن شریف کے مطابق نہ ہو اور میری وحی کے بھی معارض ہو ہم اس کو ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔ اور اس میں شک وشبہ ہی کیا ہے کہ ایسی احادیث جو قرآن کے مطابق نہ ہوں ہرگز قابل عمل نہیں ہو سکتیں خود رسول کریم فرماتے ہیں۔ تکثر لکم الاحادیث بعدی فاذا روی لکم عنی حدیث فاعرضوہ علی کتاب اللہ فما وافقہ فاقبلوہ وما خالفہ فردوہ ۔ پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمادیا ہے کہ جو حدیث قرآن کے مطابق نہ ہو اسے رد کردو۔ تو اگر حضرت مرزا صاحب نے یہی کہہ دیا۔ تو اعتراض کونسا ہوا۔

اناجیل کا پیش کردہ یسوع

ایک اعتراض زمیندار نے یہ کیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے یسوع مسیح کی تین دادیاں اور نانیاں کسبی تھیں نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق بعض سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جیسے کھاؤ پیو وغیرہ مگر معترض کو معلوم ہونا چاہئیے کہ ایسے تمام الفاظ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نہیں کہے گئے بلکہ پادریوں کے یسوع مسیح کے متعلق کہے گئے ہیں اور وہ بھی اناجیل کے اقوال پر چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی انہوں نے ناحق ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیکر ہم کو آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کر دیں۔ چنانچہ اس پلید نالائق فتح مسیح نے اپنے خط میں جو میرے نام لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زانی لکھا ہے اور ان کے علاوہ اور بہت سی گالیاں دی ہیں" (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ صد ۸)

غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الزامی رنگ میں عیسائیوں کے مسلمات کی بناء پر ان کے فرضی یسوع کا نقشہ کھینچا اور وہ بھی اس لئے کہ پادریوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے تھے۔ اگر معترض کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان کردہ باتوں میں شبہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وہ یسوع مسیح کی دادیوں نانیوں کے حالات پیدائش باب ۳۸ و ۲ سیموئیل ۱۲-۱۱ اور یشوع ۲۔ کی تفسیر خزائن الاسرار سے دیکھ لے۔ اسی شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ھذا ما کتبنا من الاناجیل علی سبیل الالزام۔ یعنی جو کچھ میں نے ان کے فرضی یسوع کے متعلق لکھا ہے اناجیل کی بناء پر لکھا ہے۔ ورنہ انا نکرم المسیح ونعلم انہٗ کان تقیا ومن الانبیاء الکرام (ترغیب المومنین صد ۱۹ حاشیہ) ہم تو مسیح کی عزت کرتے اور اسے برگزیدہ رسولوں میں سے سمجھتے ہیں پھر فرماتے ہیں۔ "ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے انکی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں"۔ (کتاب البریہ صد ۹۳) اب بتلاؤ ان عبارتوں کے پڑھنے کے بعد کیا اعتراض رہ سکتا ہے۔

قیامت اور تقدیر

ایک اعتراض یہ کیا گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ قیامت کوئی چیز نہیں اسی طرح تقدیر کوئی چیز نہیں۔ یہ اعتراض کرتے ہوئے معترض نے بہت افتراء سے کام لیا ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہیں نہیں لکھا کہ قیامت نہیں ہوگی تقدیر کوئی چیز نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں "ہم ایمان لاتے ہیں کہ ملائک حق اور حشر اجساد حق اور حساب حق اور جنت حق اور جہنم حق ہے"۔ (مواہب الرحمٰن صد ۹۶) "ہم یوم البعث (قیامت) اور دوزخ پر اور جنت پر ایمان رکھتے ہیں (نور الحق حصہ اول صد ۵)

ہمارا عقیدہ ہے کہ جنت اور دوزخ اور قیامت اور معجزات انبیاء حق ہیں (التبلیغ صد ۲۸۷)

تحقیق الادیان

مذاہب عالم میں عورت کی حیثیت

عورت ہندو مذہب میں

تہذیب حاضرہ نے جہاں عورت کے بعض حقوق کو تسلیم کر لیا ہے۔ وہاں دُنیا پر یہ بھی ظاہر کر دیا ہے۔ کہ عورت انسانی سوسائٹی کی مشینری کا وہ اہم اور ضروری پرزہ ہے۔ جس کے بغیر اس کا تادیر مصروفِ عمل رہنا ناممکن ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ کمزور اور ناتوان عورت۔ وہ مظلوم اور ستم زدہ عورت جسے صدیوں تک دانایان عالم نے طعن و تشنیع کا نشانہ بنائے رکھا۔ جس کا دُنیا کے کاروبار میں حصہ لینا تو کجا۔ اس کی موجودگی کو سوسائٹی کے لئے لعنت قرار دیا گیا۔ آج کشمکش حیات میں انسان کے دوش بدوش نہیں۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حصہ لے رہی ہے۔ اور وہ لوگ جو اسے خون اور گوشت کے ایک لایعنی مجموعے کے سوا کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔ اسے ہر میدان میں مصروف عمل پا کر بحرِ استعجاب میں ڈوب جاتے ہیں۔ عورت آج بھی وہی ہے۔ جو آج سے کئی صدیاں پیشتر تھی۔ اس کے اعضاء میں کوئی تبدیلی واقعہ نہیں ہوئی۔ اس کے قویٰ جسمانی یا روحانی میں کوئی تغیر ظاہر نہیں ہوا۔ لیکن آج زمانہ نے اس کی تربیت ایسے رنگ میں کی ہے۔ کہ وہ اپنے ان قویٰ کا جو گویا اس کے جسم میں اب تک سوئے پڑے تھے۔ عملی رنگ میں اظہار کر رہی ہے۔ اور دُنیا نے اپنی ترقی کے ساتھ ساتھ ایسے میدان اس کے سامنے رکھ دیئے ہیں۔ جہاں وہ اپنے خداداد قویٰ اور قابلیتوں کو آزما سکے۔

حکمائے سلف کی غلطی

انسان نے دُنیاوی معاملات کے سلجھانے میں زیادہ تر تجربہ سے کام لیا ہے۔ اور اس کے وہ پروگرام اور تدابیر جن کو وہ مستقبل کے لئے تربیت دیتا ہے۔ زمانہ ماضی کے تجربات پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس طرح سے اس کے مستقبل کے متعلق لگائے ہوئے اندازوں کی صحت اور کامیابی اس کے گزشتہ تجربات کی صحت اور کامیابی سے متعلق ہوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حکمائے سلف نے جو عورت کی اصل حیثیت کے شناخت کرنے میں غلطی کھائی ہے۔ اس کا باعث غلط تجربہ ہے۔ غلط تجربہ کا ماحصل غلط نتیجہ اخذ کرنا، اور ماحصل غلط خیال کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اور وہ غلط خیال ایک نسل سے دوسری نسل میں رواج پکڑتا گیا۔ اور اس طرح سے ایک لعل بے بہا کو ایک کم قیمت پتھر خیال کر کے اس کی بے قدری کی گئی۔

جن لوگوں نے عورت کو عقل اور تجربہ کی بناء پر ذلیل اور مذموم ہستی خیال کیا۔ میرے خیال میں وہ بے قصور ہیں۔ اس لئے کہ سہ

یہ تو خود اندھی ہے۔ گر نیر الہام نہ ہو

لیکن ان لوگوں کی حالت ان لوگوں کے دعاوی اور اعمال فی الحقیقت قابل افسوس بلکہ قابلِ رحم ہیں۔ جن کا دعوےٰ ہے۔ کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ الہام اور وحی کی روشنی میں کہہ رہے ہیں۔ اور جو افعال ان سے سرزد ہوتے ہیں۔ انہی ہدایات کے ماتحت ہوتے ہیں۔

بلند بانگ دعاوی

آج اگر مذہبی دُنیا پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے۔ تو ہم دیکھتے ہیں کہ بہت ہیں۔ جو بابانگ بلند پکار پکار کر کہہ رہے ہیں۔ کہ آؤ ہماری طرف آؤ ہمارا ہی مذہب مذاہب عالم میں سب سے اعلےٰ اور خوبتر ہے۔ لیکن دعوےٰ کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ جب تک اس کی تائید میں کوئی ثبوت پیش نہ کیا جائے۔ میں موضوع مندرجہ عنوان کو ایک معیار کی حیثیت میں رکھ کر چند بڑے بڑے مذاہب کا موازنہ کرونگا۔ اور اس امر کو ناظرین کرام کی انصاف پسندی پر چھوڑ دونگا۔ کہ ان میں سے پیروی اور اتباع کے قابل کون ہے۔

میں اس وقت ہندو مذہب کو لیتا ہوں۔ اور عورت کو جو درجہ مختلف دینی اور دنیاوی معاملات میں دیا گیا ہے۔ اس کو بیان کرتا ہوں۔ ہندوؤں کے مذہبی قوانین کی بنیاد مندرجہ ذیل تین ذرائع پر ہے۔

(۱) شرتی۔ یعنی دیوتاؤں کے اقوال۔

(۲) سمرتی۔ وہ روایات جو بزرگانِ سلف سے عام ہوئیں۔

(۳) رسم و رواج۔

اب تینوں ذرائع کی مدد سے عورت سے متعلق مختلف موضوعات پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

عورت کا مرتبہ

نرو ایک سمرتی کار رشی لکھتے ہیں۔ "وہ شخص جو کسی سے کوئی رقم قرض لیتا ہے۔ اور پھر اس کو ادا نہیں کرتا۔ دوسری پیدائش میں اپنے قرضخواہ کے ہاں ایک غلام۔ نوکر۔ عورت یا چارپائے کی شکل میں جنم لیگا۔"

منو جو کہ بہت بڑے ہندو مقنن ہیں۔ فرماتے ہیں "بیوی۔ بیٹا۔ اور غلام جائداد کی ملکیت کے حق سے محروم ہیں۔ جو کچھ وہ حاصل کریں اسی کا ہو جاتا ہے۔ جس کے وہ ہوں۔" (منو ۸-۴۱۶)

رامائن جو ہندوؤں کی ایک مقدس کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ کسانوں۔ اچھوتوں۔ مویشیوں اور عورتوں کو نہایت سختی سے قابو میں رکھنا چاہیئے۔ منو کہتے ہیں "عورت کبھی بھی خود مختاری کے قابل نہیں۔"

مذہبی رسوم

"عورت کو کسی مذہبی رسم میں اپنے خاوند سے علیحدہ حصہ لینے کی اجازت نہیں۔ خاوند خواہ کیسا ہی ناکارہ کیوں نہ ہو۔ عورت کو اُسے دیوتا ہی سمجھنا چاہیئے۔" (منو ۵-۱۵۴-۱۵۵)

لڑکی کی شادی کرنے کا حق

لڑکی کی شادی کرنے کا حق مندرجہ ذیل ترتیب سے ہے اول باپ۔ دوم دادا۔ سوم بھائی۔ چہارم دُوسرے باپ کی طرف سے رشتہ دار۔ پنجم ماں۔ یعنی ماں کا حق سب سے آخر میں ہے۔

نابالغ کی ولایت کا حق

مندرجہ ذیل اشخاص کو اسی ترتیب سے ہندو نابالغ کا قدرتی ولی شمار کیا جاتا ہے۔ اول باپ۔ دوم ماں۔ سوم باپ کی طرف سے رشتہ دار۔ چہارم ماں کی طرف سے رشتہ دار۔ یہاں بھی باپ کو ماں پر ترجیح دی گئی ہے بچہ خواہ کیسا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو۔

متبنےٰ بنانے کا حق

ایک بیوی یا بیوہ کسی کو متبنےٰ بنانے کا حق نہیں رکھتی یہاں تک کہ اس نے اپنے خاوند سے ایسا کرنے کا پورا اختیار حاصل کر لیا ہو (س ۔ ۳۶۷)

باپ کو اپنا لڑکا کسی کا متبنےٰ بنانے کا پورا اختیار ہے۔ اگرچہ ماں کو اس میں اعتراض ہی کیوں نہ ہو (ڈاکٹر گور ۔ س ۔ ۴۷۷)

دوبارہ شادی کرنے کا حق

ایک ہندو مرد لاتعداد شادیاں کر سکتا ہے۔ اگرچہ پہلے وہ ایک یا کئی بیویاں رکھتا ہو (س ۔ ۳۴۸)

ایک عورت دوسرے مرد سے شادی نہیں کر سکتی۔ اگرچہ اس کا پہلا خاوند مر ہی گیا ہو۔ لیکن ایکٹ ۱۵ سنہ ۱۸۵۶ء نے اسے منسوخ قرار دیدیا ہے بودھایان نے جو ایک مقنن رشی تھے۔ مرد کو بعض حالات میں عورت کو چھوڑ دینے کا بھی حق دیا ہے۔ فرماتے ہیں "مرد اس عورت کو جو کوئی بچہ نہ جنے۔ دسویں سال چھوڑ دیوے۔ جس کے ہاں صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوں۔ بارھویں سال۔ جس کے سب کے سب بچے مر جائیں۔ اس کو پندرھویں سال۔ اور وہ جو جھگڑالو ہو۔ اس کو بغیر کسی دیر کے چھوڑ دیوے۔"

مندرجہ بالا حوالجات کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اور نہایت صراحت کے ساتھ بتاتے ہیں۔ کہ ہندو مذہب نے عورت کو کونسا درجہ عطا کیا ہے۔ اور طبقہ نسواں پر کیا کیا احسانات کئے ہیں۔ میں بغیر کسی مزید تشریح کے مضمون کی اس قسط کو ختم کرتا ہوں اور اب عیسائیت کے نقطۂ نگاہ کو پیش کرتا ہوں۔

یسوع مسیح کا عمل

حضرت مسیحؑ نے عمر بھر شادی نہیں کی۔ اور اس شادی نہ کرنے کا سبب جیسا کہ آگے چل کر واضح کیا جائے گا۔ کوئی مجبوری نہ تھی۔ اگر کوئی وجہ ہو سکتی ہے۔ تو یہی کہ "مرد کے لئے اچھا ہے۔ کہ عورت کو نہ چھوئے۔" (کرنتھیوں ۷)

جس مذہب کے بانی کو عورت کی ذات سے ہی اس قدر نفرت ہو۔ بھلا وہ اس کی بہتری اور بہبودی کو کب مدنظر رکھے گا۔

حضرت مسیحؑ نے ایک موقعہ پر اپنی والدہ سے جو سلوک کیا۔ وہ بھی ایسا ہے۔ کہ کوئی ماں اپنے بیٹے کی طرف سے ایسا سلوک برداشت نہیں کر سکتی۔

پولوس کی تعلیم

حضرت مسیحؑ کے بعد پولوس رسول کی تعلیم ہے۔ عیسائیت کی موجودہ شکل کا بانی بھی زیادہ تر پولوس ہی ہے۔ اس کے مختلف اقوال کو ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ہر ایک سمجھ دار شخص اس امر سے بخوبی واقف ہے۔ کہ عورت کی عفت و عصمت کی حفاظت اور اس کی زندگی کے بے خطر پُرامن اور خوشحال بنانے کے لئے نکاح ایک نہایت ہی اہم چیز ہے۔ رسم نکاح کی عدم موجودگی میں عورت کی ذات کو ہزاروں خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ اس کی جان اور عزت و ناموس غیر محفوظ ہو جاتی ہے۔ اس کی فرحت اور طمانیت قلب ہمیشہ کے لئے اٹھ جاتی ہے یہی وجہ ہے۔ کہ عورت کی عصمت کی حفاظت میں دُنیا کی تسکین و طمانیت کا راز مخفی ہے۔ اور دُنیا اس وقت تک پُر امن طریق سے اپنے گوناگوں مشاغل کو جاری رکھ سکتی ہے۔ جب تک یہ احساس اس میں موجود ہے۔ سقراط سے پوچھا گیا۔ کہ عورت کن اوصاف کے ماتحت زیادہ تر احترام کے قابل متصور ہوتی ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ

"عوام اور خام طبیعت لوگ عورت کا وصف۔ حسن و نزاکت دولت۔ ثروت۔ حکومت۔ اور ان سب میں سے حسن۔ خوش اخلاقی ذہانت اور عقل و فراست قرار دیتے ہیں۔ یہ سب اگر ہوں اور عصمت نہ ہو۔ تو ہیچ ہے۔ اور اگر ایک عصمت ہو۔ اور دوسرے اوصاف نہ ہوں۔ تو بھی وہ بیش قیمت اور عدیم المثال ہے۔ خوش قسمت ہے وہ عورت جو اپنی عصمت پر نازاں ہے۔ ایک نادار و مفلس عورت کی جو عصمت رکھتی ہے۔ اس اورت پر عظمت دیجاتی ہے۔ جو ملکہ ہونے پر بھی عصمت نہیں رکھتی۔ عورت کی تہذیب عصمت سے ہی شروع ہوتی ہے اور عصمت ہی پر ختم ہوتی ہے۔ عورت کے لئے عصمت ہی وہ تاج ہے۔ جو دوسری زندگی میں بھی زیب سر ہوتا ہے۔ اور عورت کی قیمت صرف عصمت ہی ہے"

لیکن ازدواجی زندگی کی برکات اور خوبیوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اور نکاح کی ضرورت اور اہمیت کو کم کرتے ہوئے انجیل جو تعلیم پیش کرتی ہے۔ وہ ذیل کے حوالجات سے ظاہر ہے۔

پولوس رسول کرنتھیوں کے نام اپنے پہلے خط میں لکھتے ہیں:-

"مرد کے لئے اچھا ہے۔ کہ عورت کو نہ چھوئے لیکن حرامکاریوں کے اندیشے سے ہر مرد اپنی بیوی اور ہر عورت اپنا شوہر رکھے۔ ...... لیکن میں یہ اجازت کے طور پر کہتا ہوں۔ نہ کہ حکم کے طور پر۔ اور میں تو یہ چاہتا ہوں۔ کہ جیسا میں ہوں۔ ویسے ہی سب آدمی ہوں بیاہ میں بے بیاہوں اور بیوہ عورتوں کے حق میں یہ کہتا ہوں کہ ان کے لئے ایسا ہی رہنا اچھا ہے۔ جیسا میں ہوں۔

کنواریوں کے حق میں میرے پاس خداوند کا کوئی حکم نہیں لیکن دیانتدار ہونے کے لئے جیسا خداوند کی طرف سے مجھ پر رحم ہوا۔ اس کے موافق اپنی رائے دیتا ہوں۔ پس موجودہ مصیبت کے خیال سے میری رائے میں آدمی کے لئے یہی بہتر ہے۔ کہ جیسا ہے۔ ویسا ہی رہے۔ اگر تیری بیوی ہے۔ تو اس سے جدا ہونے کی کوشش نہ کر۔ اور اگر تیری بیوی نہیں۔ تو بیوی کی تلاش نہ کر۔ لیکن تو بیاہ کرے بھی۔ تو گناہ نہیں اور اگر کنواری بیاہی جائے۔ تو گناہ نہیں۔ مگر ایسے لوگ جسمانی تکلیف پائینگے اور میں تمہیں بچانا چاہتا ہوں ...... پس میں یہ چاہتا ہوں کہ تم بے فکر رہو۔ بے بیاہا شخص خداوند کے فکر میں رہتا ہے۔ کہ کس طرح خداوند کو راضی کرے۔ مگر بیاہا ہوا شخص دُنیا کے فکر میں رہتا ہے۔ کہ کس طرح اپنی بیوی کو راضی کرے۔ بیاہی اور بے بیاہی میں بھی فرق ہے۔ بے بیاہی خداوند کے فکر میں رہتی ہے۔ تاکہ اس کا جسم اور روح دونوں پاک ہوں۔ مگر بیاہی ہوئی عورت دُنیا کے فکر میں رہتی ہے۔ کہ کس طرح اپنے شوہر کو راضی کرے" (کرنتھیوں باب ۷)

کنواری لڑکیوں کے لئے حکم

صرف یہی نہیں۔ کہ ازدواجی زندگی کے مفید نتائج اور تجرد کے لرزہ خیز بد اثرات کی اہمیت کو ہی تسلیم نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس سے بھی آگے ایک قدم اٹھایا گیا ہے۔ جس میں باپ کو پورا پورا اختیار تفویض کیا گیا ہے۔ کہ وہ چاہے۔ تو اپنی کنواری لڑکی کی شادی نہ کرے۔ اور اس امر کو ایک احسن بات قرار دیا گیا ہے کیا کسی عیسائی مشنری میں یہ جرأت ہے۔ کہ کسی عیسائی باپ کو اس احسن امر کی سرانجام دہی کی ترغیب دے یا مغرب کی کسی عیسائی مس سے باپ کا یہ حق تسلیم کروائے۔ کرنتھیون باب ۷ میں لکھا ہے:-

"اگر کوئی یہ سمجھے۔ کہ میں اپنی اس کنواری لڑکی کی حق تلفی کرتا ہوں جس کی جوانی ڈھل چلی ہے۔ اور ضرورت بھی معلوم ہو۔ تو اختیار رہے اس میں گناہ نہیں۔ وہ اس کا بیاہ ہو نے دے۔ مگر جو اپنے دل میں پختہ ہو۔ اور اس کی کچھ ضرورت نہ ہو۔ بلکہ اپنے ارادے کے انجام دینے پر قادر ہو۔ اور دل میں قصد کر لیا ہو۔ کہ میں اپنی لڑکی کو بے نکاح رکھونگا وہ اچھا کرتا ہے۔ پس جو اپنی کنواری لڑکی کو بیاہ دیتا ہے۔ اچھا کرتا ہے۔ اور جو نہیں بیاہتا۔ وہ اور بھی اچھا کرتا ہے"

اسی طرح پولوس رسول اپنے اس خط میں عبادت کے وقت عورتوں کی وضع کے بارے میں جہاں عورت کو سر ڈھانک کر اور مرد کو ننگے سر عبادت کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ وہاں آگے جاکر لکھتے ہیں۔

"البتہ مرد کو اپنا سر ڈھانکنا نہ چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کی عبادت اور اس کا جلال ہے۔ مگر عورت مرد کا جلال ہے۔ اس لئے کہ مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے اور مرد عورت کے لئے نہیں بلکہ عورت مرد کے لئے پیدا ہوئی۔ پس فرشتوں کے سبب سے عورت کو چاہیئے کہ اپنے سر پر محکوم ہونے کی علامت رکھے"

پھر لکھا ہے۔ "عورت کو چپ چاپ کمال تابعداری سے سیکھنا چاہیئے۔ اور میں اجازت نہیں دیتا کہ عورت سکھائے یا مرد پر حکم چلائے۔ بلکہ چپ چاپ رہے۔ کیونکہ پہلے آدم بنایا گیا۔ اس کے بعد حوا۔ اور آدم نے فریب نہیں کھایا۔ بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی"

یہ ہے ان بلند بانگ دعاوی کی حقیقت جو عیسائیت کی اشاعت کرنے والوں کی طرف سے طبقہ نسواں کی توجہ کھینچنے کے لئے پیش کئے جاتے ہیں۔

مشہور مسیحیوں کے اقوال

پھر عیسائیت کے وہ احسانات جو اس نے مخلوق الٰہی کے اس مظلوم طبقہ پر کئے مندرجہ بالا حوالجات کے علاوہ مندرجہ ذیل شہادتوں سے بھی جو کہ عیسائیت کے بڑے بڑے مجتہدوں کے قلم سے ہیں۔ بخوبی واضح ہو جاتے ہیں۔

سینیٹ انٹانی کے خیال میں "عورت شیطان کا بازو ہے اور اس کی آواز اژدہا کی سسکار ہے"

سینیٹ بونا وینچر کی تقریر میں "عورت ایک عقرب ہے۔ جو نیش زنی کے لئے ہر وقت تیار ہے"

سینیٹ سپرین کہتے ہیں۔ کہ "عورت وہ آلہ ہے۔ جسے شیطان ہماری روحوں پر تصرف حاصل کرنیکے لئے استعمال کرتا ہے"

سینیٹ جیروم کا قول ہے۔ کہ "عورت شیطان کی آمد کا دروازہ۔ شرارت کی سڑک۔ اور عقرب کا نیش ہے"

سینیٹ جان ڈمیسین کے قول کے مطابق۔ "عورت دغاباز فریب کی دختر۔ جہنم کی چوکیدار اور صلح کی دشمن ہے۔ اس کی وجہ سے آدم نے بہشت ہاتھ سے دیا"

سینٹ جان کرائیسا سٹم کے خیال میں "عورت کے ذریعہ ہی شیطان کامیاب ہوا۔ اس کے ذریعہ جنت چھینی گئی۔ اور سب جنگلی درندوں میں سے عورت سب سے زیادہ خطرناک ہے"

کیا مندرجہ بالا نظریات جو مختلف عیسائی مجتہدین کی طرف سے پیش کئے گئے۔ ان کو پڑھ کر عیسائیت کے نسوانی عالم میں لرزہ طاری نہ ہو جائے گا۔ اور جذبہ انتقام کی آگ ان کے سینوں میں شعلہ زن نہ ہو جائے گی۔

موجودہ عیسائیوں کا طرز عمل

مقام مسرت ہے۔ کہ جہاں عیسائیت نے ضرورت زمانہ کے لحاظ سے اپنے اندر تغیر و تبدل کئے ہیں۔ وہاں صنف نازک کے متعلق اپنے خیالات میں بھی اس نے اصلاح کی ہے۔ اور ہم جہاں تک دیکھتے ہیں۔ عیسائی دُنیا میں عورت کی ذات سے وہ شدید تعصب اور غلط فہمی نظر نہیں آتی۔ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ لارڈ رسکن جو کہ ایک انگریز مصنف ہیں۔ انہوں نے اپنے ان لیکچروں میں جو بعد ازاں سیسم اینڈ للیز کی شکل میں مرتب ہوئے۔ عورت کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ اور اس نے شکسپیر۔ گوئٹے۔ ڈینٹے کے علاوہ یونانی مصنفین کی شہادتیں پیش کر کے اس بات کو واضح کیا ہے۔ کہ عورت وہ سب کچھ رکھتی ہے جس پر مرد کو ناز ہے۔ اور ساتھ ہی اس نے عورت اور مرد کے حلقہ ہائے عمل کو علیحدہ علیحدہ مقرر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ عورت گھر کی چار دیواری کے اندر ایک رحمت اور برکت ہے۔ غرض حالات زمانہ سے مجبور ہو کر عیسائیوں کو اپنی مذہبی تعلیم میں تغیر کرنا پڑا۔ جو عیسائیت کے ناقابل عمل ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ [illegible]

مراسلات

بڈھلاڈا کے ہندوؤں کا مرعوب...

"دیر بھارت" یکم دسمبر میں بڈھلاڈا کے مہاجنوں اور ہندو ڈپٹی کمشنر کے خلاف مولویوں کا مکروہ پروپیگنڈا کے عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس میں افسران تفتیش کنندگان کے خلاف زہر اگلا گیا ہے۔ اور تفتیش کنندگان میں مسلم عنصر کو غالب اکثریت دینے کی بے جا کوشش کی گئی ہے۔ اصل بات ہے۔ کہ یہ لوگ غلط پروپیگنڈا اور جھوٹ بولتے ہوئے بالکل شرم محسوس نہیں کرتے۔ ذیل کے نقشہ سے افسران تفتیش کنندگان کی غالب اکثریت کا پتہ لگ سکتا ہے۔

(۱) مسٹر فرانٹر ایس۔ پی۔		انگریز
(۲) چوہدری عبد الصادق صاحب۔ ڈی۔ ایس۔ پی		مسلم
(۳) میاں ادما چند	انسپکٹر	ہندو
(۴) لالہ میگھا رام	سب انسپکٹر	"
(۵) کنور بھگونت سنگھ	"	"
(۶) مسری کرشن روپ	"	"
(۷) رانا جہانداد خان صاحب	"	مسلم
(۸) چوہدری غلام نبی صاحب	"	"
(۹) سید رحمت علی شاہ صاحب	"	"

یہ ہے۔ ان کے غلط پروپیگنڈا کی حقیقت اور ہندوؤں کا یہ لکھنا۔ کہ ڈی ایس پی صاحب کا کوئی رشتہ دار بڈھلاڈا میں ہے بالکل غلط اور افترا پردازی ہے۔ صاحب موصوف کا کوئی رشتہ دار بڈھلاڈا میں نہیں ہے۔ افسران سے اگر کوئی شکایت ہو سکتی ہے۔ تو وہ مسلمانوں کو ہونی چاہیئے جن کے ۵ اکس قتل اور دس زخمی ہوئے۔ اور تقریباً دو ماہ گذرنے والے ہیں۔ کہ اب تک مجرمان کا کوئی سراغ نہیں لگایا گیا۔ اور نہ ہی اشتعال انگیز تقاریر کرنے والوں کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی۔ ہندوؤں کا بے جا شور و غوغا فضول ہے۔ اگر وہ بے قصور ہیں۔ تو قتیل از مرگ واویلا چہ معنی دارد۔ مسلمان نہایت خاموشی سے افسران کی کارروائی کو دیکھ رہے ہیں اور وہ منتظر ہیں۔ کہ کب ان کی دادرسی کی جاتی ہے۔ کوئی مولوی اس علاقہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے خلاف کوئی پروپیگنڈا نہیں کرتا۔ اور نہ ہی مہاجنوں کے خلاف بدمعاشوں کو اکساتا ہے۔ یہ سب فضول باتیں ہیں اور ان کا اظہار افسران کو مرعوب کرنے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف کرنے کی غرض سے ہے ہندوؤں سے مسلمانوں کو جو بجا طور پر شکایات ہیں۔ وہ سوالات کے رنگ میں درج ذیل ہیں۔

...ے ۱۹۲۲ء میں ۵ ہزار سردمان سکھ جا... ...ے گئو کشی بند کرانے کے لئے نہیں ...ر کرنے پر مسلمانوں کا ایک سال تک

...یٹنگ میں ہندوؤں نے سکھوں کی حوصلہ افزا... ...ور کیا اشتعال انگیز تقاریر نہیں کی تھیں

(۳) کیا سناتن دھرم سبھا بڈھلاڈا کے زیر اہتمام ۸-۹-۱۰ اکتوبر کو جلسے نہیں کئے گئے اور لیکچراروں نے جو سب کے سب ہندو تھے۔ سکھوں کو مسلمانوں سے گائے کے قتل کا بدلہ لینے کی تلقین نہیں کی۔ اور اشتعال نہیں دلایا۔

یہ سب باتیں ہندوؤں نے کیں۔ اور شارع عام میں کیں اور وہ اپنے منصوبوں میں کامیاب بھی ہو گئے۔ اگر اب بھی ہندو اپنے آپ کو بے قصور تصور کرتے ہیں۔ تو کرتے رہیں۔ یہ ان کا قصور نہیں ہے۔ ان کی ذہنیت ہی ایسی ہے۔ (نامہ نگار)

جامعہ احمدیہ کے تبلیغی وفد کی رپورٹ

۲ دسمبر کو ۹ بجے دہلی سے روانہ ہو کر ۱۲ بجے علیگڑھ پہنچا جناب ڈاکٹر سید عنایت اللہ شاہ صاحب جناب عبد الرب صاحب بابو جناب پروفیسر علی احمد صاحب بھاگلپوری اور جناب احتشام الحق صاحب بھاگلپوری سٹیشن پر موجود تھے۔ رہائش کے لئے ایک کوٹھی کا انتظام جماعت نے کیا ہوا تھا۔ رات کو ایک عظیم الشان انگلش Debate تھا جس میں تمام ہندوستان کے کالجوں کے مسلمان اور ہندو طلبا شریک تھے) تمام وفد بارہ بجے رات تک ان کی تقاریر کو سنتا رہا ایک بجے شب وفد کا ایک حصہ ایک دن کے لئے آگرہ چلا گیا اور دوسرے نے ۳ دسمبر کو یونیورسٹی کے مشہور شعبے لائبریری۔ طبیہ کالج۔ ہوسٹل۔ مسجد۔ اور تیرنے کی جگہ وغیرہ دیکھے۔ لائبریری میں ۵۰۰۰۰ ہزار کتابیں مختلف علوم کی ہیں۔ لائبریری کا نام "[illegible]" لائبریری ہے۔ ڈاکٹر راس مسعود صاحب سے ملنے کا ارادہ تھا۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ وہ کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں۔

خاکسار:۔ شیخ عبد القادر جامعہ

...صرف سے قادیان جانے والے ہوں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس تاریخ موضع مذکور پر پہنچ جائیں اور شریک قافلہ ہو جائیں مزید معلومات کے لئے پتہ مندرجہ ذیل پر خط وکتابت کی جائے۔

خاکسار:۔ حافظ عبد الرحمن مربک ہیڈ ٹیچر ڈی بی مڈل سکول اوگھٹ تحصیل...

اخبار "زمیندار" کا ایک خود دارانہ اصل

اخبار "زمیندار"۔ وزیر اعظم برطانیہ کے فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق اپنی ۳ دسمبر کی اشاعت میں "قومی فیصلہ" کے غیرت آفرین عنوان سے لکھتا ہے۔

"ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اغیار کا کوئی فیصلہ خواہ وہ جبری ہو یا اختیاری۔ ہندوستانیوں اور مسلمانوں کی غیرت وطنی کی صریحاً توہین کے مترادف ہے۔ ہندوستان کی بسنے والی تمام قومیں آخر دنیا کے سامنے اپنی اس نامعقولیت کا مظاہرہ کیوں کریں کہ وہ اپنے معاملات کے تصفیہ پر قادر نہیں ہیں"

ھذاك الله لکو گفتی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر اغیار کا فیصلہ ہندوستانیوں اور مسلمانوں کی غیرت وطنی کی صریحاً توہین ہے" تو کیا امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے کسی غیر محمدی کا آنا مسلمانوں کی غیرت دینی کی صریحاً توہین نہیں ہے اور یقیناً ہے کیونکہ امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے حضرت مسیح ناصری کا آنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ میں معاذ اللہ اتنی قابلیت نہیں کہ وہ خود اپنی امت کا انتظام کر سکیں اس لئے امت کی اصلاح کے لئے غیر کا آنا ضروری ہوا۔ ہمارے نزدیک رب کعبہ کے سب سے بزرگ و برتر نبی تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے بڑھ کر اور کوئی توہین نہیں ہو سکتی کہ آپ کی امت کی اصلاح کے لئے ایک غیر امتی حکم و عدل ہو کر آئے۔ اور خیر الامم پر اپنے فیصلے نافذ فرمائے۔ یثربی آقا کا مبارک کلمہ پڑھنے والی تمام روحیں آخر دنیا کے مذاہب کے سامنے اپنی اس کمزوری کا مظاہرہ کیوں کریں کہ وہ اپنے دینی معاملات کی اصلاح پر قادر نہیں ہیں۔ اور امت محمدیہ کا کوئی کامل فرد اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتا۔ خاکسار:۔ حافظ سلیم احمد اٹاوی

احمدی سائیکل سواروں کو مژدہ

چند احمدی نوجوان دوستوں کا قافلہ برائے شمولیت جلسہ سالانہ قادیان موضع اوگھٹ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور سے بذریعہ سائیکل مورخہ ۲۳ دسمبر کو بعد دوپہر دو بجے روانہ ہو گا۔ موضع اوگھٹ اس پختہ سڑک پر واقع ہے جو لائل پور سے لاہور براستہ جڑانوالہ جاتی ہے۔ پروگرام یہ ہے کہ راستے میں دو راتیں گذاری جائیں اور جس جگہ قیام کیا جائے وہاں تبلیغ کا کام جاری رہے۔ جو نوجوان سائیکل سوار اس ...

خریداران الفضل جن کو وی پی ہوں گے

مندرجۂ ذیل فہرست ان خریداران الفضل کی ہے۔ جن کا چندۂ الفضل ۱۶ دسمبر سے ۱۵ جنوری تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے۔ مہربانی فرما کر اپنا اپنا نام دیکھ لیں۔ اور جلسہ سالانہ پر آئندہ تمام سال یا چھ ماہ کے لئے چندہ دستی داخل کرا دیں۔ ورنہ ہم مجبوراً جنوری کے پہلے ہفتے میں وی۔ پی کر دیں گے اور وی پی انکاری کرنے والوں کے نام سے پرچہ تا وصولی قیمت امانت رہیگا۔ (مینیجر)

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۴	خانصاحب منشی فرزند علی صاحب	۶۶۹	راجہ علی محمد صاحب	۱۶۲۸	محمد اسمٰعیل صاحب
۲۳	ڈاکٹر فتح دین صاحب	۷۰۱	میاں کریم بخش "	۱۶۳۰	میاں محمد علی "
۵۷	سید صادق حسین "	۷۲۸	شیخ فضل الٰہی "	۱۶۹۹	محمد عبد المجید "
۸۹	ڈاکٹر کرم الٰہی "	۸۳۸	چوہدری اللہ داد خاں "	۱۷۱۷	چوہدری بشارت علی خاں "
۱۳۲	مولوی محمد عبد اللہ "	۸۴۴	سراج الحق "	۱۷۲۲	چوہدری عبد المالک "
۱۳۴	خان بہادر شیخ محمد حسین "	۸۵۴	میرزا غلام قادر خاں "	۱۷۳۱	سید عباس علی شاہ "
۱۶۲	بابو عبد الرحمٰن صاحب	۸۷۰	مولوی نیاز محمد "	۱۷۸۸	سید طفیل محمد شاہ "
۱۶۷	مولوی عبد العزیز صاحب	۸۸۲	بابو ظہور الحسن "	۱۷۹۳	شیخ کریم اللہ "
۱۸۸	بابو محمد اسمٰعیل "	۸۸۴	ڈاکٹر محمد بخش "	۱۸۱۷	اللہ بخش "
۲۱۳	بابو محمد عثمان "	۹۷۹	میاں خوشی محمد "	۱۸۳۶	عبد الستار "
۲۱۴	بابو محمد احسان الحق "	۱۰۶۴	منشی محمد عبد اللہ "	۱۸۳۸	منشی بلند خاں "
۲۵۵	منشی عنایت علی خاں "	۱۱۴۱	میاں محمد "	۱۹۱۱	میاں جان محمد "
۲۷۵	میاں غلام احمد "	۱۱۵۳	بابو عبد الغفور "	۱۹۶۸	میاں اللہ دتا "
۲۸۶	مولوی غلام علی "	۱۱۶۵	حاجی عبد القدوس "	۱۹۹۵	سردار خاں "
۲۹۴	ای کو یا کٹی	۱۱۷۶	منشی معراج الدین "	۲۰۰۲	نصیر الدین "
۳۲۵	ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب	۱۲۲۱	منشی شاہ نواز "	۲۰۴۴	منشی فیض محمد "
۳۲۷	منشی عبد الغفار خاں "	۱۲۷۶	خان بہادر محمد علیخاں "	۲۱۷۲	کریم داد خاں "
۳۶۰	میاں غلام مصطفٰے خاں "	۱۲۸۵	چوہدری غلام جیلانی خاں "	۲۱۷۴	میر کلیم اللہ "
۳۶۵	منشی حامد حسین "	۱۲۹۸	شیخ عبد العزیز "	۲۲۰۴	دوست محمد امیر الدین
۳۷۴	حکیم احمد دین "	۱۳۳۲	حشمت اللہ "	۲۲۰۵	چوہدری محمد حیات خاں صاحب
۴۴۵	شمس الدین "	۱۴۲۷	مفتی گلزار محمد "	۲۲۰۶	امیر حسین شاہ صاحب
۴۶۴	میرزا حسین بیگ "	۱۴۷۷	شیخ عبد الرحمٰن "	۲۲۴۰	منشی غلام محمد "
۴۷۴	قاضی محمد اکرم "	۱۴۸۶	ایم غازی الدین محمد یوسف صاحب	۲۳۱۸	چوہدری نور الدین "
۵۰۴	میاں محمد سلیمان "			۲۳۲۹	بابو فقیر اللہ صاحب
۵۰۹	شیخ محمد حسین "	۱۵۱۵	ایچ یو شاہ صاحب	۲۴۳۹	خان زادہ ممتاز علیخاں "
۶۱۶	چوہدری غلام سرور "	۱۵۴۰	جناب حیات محمد "	۲۴۴۰	قریشی عبد المجید خاں "
۶۲۰	خانصاحب غلام محی الدین "	۱۶۲۷	چوہدری عبد الرحمٰن "	۲۴۹۸	عنایت حسین خاں "

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۶۳۲ [torn]	[torn]	[torn]	[torn]	۶۳۸۲	میرزا غلام حیدر صاحب
۷۲۰ [torn]	[torn]	[torn]	[torn] دار خاں صاحب	۶۳۸۷	محمد اسمٰعیل "
۷۳۷ [torn]	[torn]	[torn]	نذیر احمد صاحب	۶۳۹۴	میرزا مبارک بیگ "
۷۴۰ [torn]	[torn]	۴۴۷۶	غلام رسول "	۶۴۳۶	بابو احمد خاں "
۷۶۰ [torn]	[torn] دین "	۴۵۲۵	ایس۔ ایم عبد اللہ "	۶۴۸۲	محمد یوسف علی "
۷۸۱ [torn]	[torn] حسین "	۴۵۸۱	سید محمد عقیل "	۶۵۱۱	غلام مصطفٰے خاں "
۲۸۱۲	غلام قادر "	۴۶۲۶	خیر الدین سراج	۶۵۹۴	سید سردار حسین شاہ "
۲۹۱۷	منشی محمد حسین "	۴۶۳۶	غلام محمد صاحب	۶۶۷۹	چوہدری محمد حسین "
۲۹۴۱	ڈاکٹر پیر بخش "	۴۶۶۹	سید غلام رسول صاحب	۶۷۴۵	غلام سرور خاں "
۲۹۵۵	محمد رفیق "	۴۷۱۰	غلام نبی صاحب	۶۷۶۷	احمد اللہ خاں "
۲۹۹۸	ابو عبید اللہ حافظ غلام رسول "	۴۷۷۱	جناب احمد خاں صاحب	۶۷۷۳	عبد العزیز خاں "
۳۱۲۰	بقاء اللہ صاحب	۴۸۱۶	علی حسن صاحب کلرک	۶۷۷۴	سراج الدین "
۳۲۴۷	روشن دین "	۴۹۲۵	ایم عبد الرحیم صاحب	۶۷۸۶	عبد الرحیم "
۳۲۶۳	منشی برکت علی "	۵۲۳۲	محبوب عالم صاحب "	۶۸۲۶	ڈاکٹر محمد الدین "
		۵۲۶۵	ڈاکٹر رحیم بخش صاحب		
۳۳۹۹	صوفی فضل الٰہی "	۵۲۸۱	مولوی محمد کریم "	۶۸۲۸	ماسٹر محمد ابراہیم "
۳۴۳۰	منشی عبد العزیز "	۵۳۰۶	عبد اللطیف "	۶۸۹۳	چوہدری اللہ داد خاں "
۳۴۳۹	قریشی عبد المجید "	۵۴۸۰	محمد عبد اللہ "	۶۹۰۳	عبد الحلیم صاحب
۳۴۸۶	سید احمد صاحب وکیل	۵۵۰۵	فضل الدین "	۶۹۲۲	حکیم تاج محمد "
۳۵۲۹	شمس الدین صاحب	۵۵۴۶	عبد الرحمٰن "	۷۰۸۲	ولی اللہ "
۳۵۸۳	عبد الرحمٰن "	۵۵۵۱	جناب برکت علی "	۷۱۳۱	امام الدین "
۳۵۹۴	ایس مظفر الدین "	۵۵۷۱	چوہدری بشیر احمد "	۷۱۶۰	مصاحب خاں "
۳۶۳۸	منشی احمد الدین "	۵۵۸۰	چوہدری عبد اللہ خاں "	۷۲۳۱	سید موسےٰ رضا "
۳۶۷۲	سید محمد یوسف شاہ "	۵۵۹۶	رحمت اللہ "	۷۲۴۵	محمد رحیم الدین "
۳۷۰۶	چوہدری مولا بخش "	۵۶۱۲	لال کرم الٰہی "	۷۲۵۶	محمد اکبر "
۳۷۳۴	حافظ فیض بخش "	۵۶۷۶	ملک احمد الدین "	۷۳۵۵	ملک شیر بہادر خاں "
۳۷۷۹	بابو محمد امین "	۵۶۹۴	مولوی نور محمد "	۷۳۶۶	قاضی فضل الٰہی "
۳۸۰۶	بابو محمد خواص خاں "	۵۸۱۸	دی جماعت احمدیہ بن باجوہ	۷۳۷۴	چوہدری شاہ محمد "
۳۸۷۸	مولوی عبد اللطیف "	۵۸۳۵	شیخ غلام حیدر صاحب	۷۴۱۱	شیخ علی گوہر "
۳۹۷۱	محمد میاں صاحب	۵۸۴۹	علی بخش صاحب	۷۴۹۵	بابو محمد حنیف "
۳۹۹۳	میاں احمد صاحب	۶۰۲۶	رسالدار حاکم علی خاں صاحب	۷۵۳۰	محمد ابراہیم "
۴۰۰۴	حافظ سخاوت حسین "	۶۰۳۴	شیخ عبد اللہ غلام محمد "	۷۵۴۲	منشی عبد الحمید "
۴۰۰۸	ماسٹر فتح محمد "	۶۱۲۲	عبد الرشید "	۷۵۴۶	منشی محمد یعقوب "
۴۰۱۲	چوہدری فضل الٰہی "	۶۱۶۰	بابو جلال الدین "	۷۵۵۵	ڈاکٹر عبد الرحمٰن "
۴۰۱۶	شیخ فضل الرحمٰن "	۶۱۹۰	فضل کریم "	۷۵۶۱	چوہدری حاکم علی "
۴۱۲۰	غلام حسین "	۶۲۲۰	سید غلام حسین "	۷۶۸۷	چوہدری فیروز الدین "
۴۱۲۳	چوہدری نظام الدین "	۶۳۴۴	سردار بہادر خاں "	۷۷۲۱	چوہدری عبد الرحیم "
۴۱۷۴	محمد اقبال حسین "	۶۳۶۰	محمد یٰسین خاں "	۷۷۲۴	محمد عمر صاحب
۴۱۸۳	مستری محمد یوسف محمد ابراہیم	۶۳۷۷	اللہ دین صاحب	۷۷۲۵	ایم نادر خاں "

۷۷۲۶ فیض احمد صاحب
۷۸۳۴ مولوی قدرت اللہ صاحب
۷۸۴۰ پیر عبدالعلی صاحب
۷۹۵۲ احمد حسین سعید صاحب
۷۹۶۲ ڈاکٹر چوہدری محمد انور صاحب
۷۹۶۹ چوہدری سعد الدین صاحب
۷۹۷۵ مولوی محمد عبداللہ صاحب
۷۹۷۷ حکیم حاجی رحمت اللہ صاحب
۷۹۸۰ شیخ محمد عبداللہ صاحب
۸۰۰۰ سید ارشاد علی شاہ صاحب
۸۰۰۵ عطاء الٰہی صاحب
۸۰۲۵ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب
۸۱۱۲ ایم کریم اللہ صاحب
۸۱۲۸ چوہدری عزیز اللہ خان صاحب
۸۱۵۹ شیخ غلام رسول صاحب
۸۱۷۵ ڈاکٹر کرم الدین صاحب
۸۲۰۲ چوہدری عبدالستار 〃
۸۲۰۷ محمد اسماعیل 〃
۸۲۲۰ شیر محمد ولد حاجی محمد صاحب
۸۲۴۲ ملک تجمل احمد صاحب
۸۲۶۲ محمد عبدالحق 〃
۸۳۰۲ میاں محمد مراد 〃
۸۳۱۰ امام الدین 〃
۸۳۱۶ چوہدری نعمت اللہ صاحب
۸۳۱۹ خواجہ محمد شفیع صاحب
۸۴۱۷ منشی غلام نبی 〃
۸۴۴۹ ایم احمد گل 〃
۸۴۷۹ اللہ دتہ 〃
۸۴۹۰ کرم الدین 〃
۸۵۰۹ قاضی نور احمد
۸۵۱۱ ڈاکٹر لال الدین 〃
۸۵۲۰ ڈاکٹر عبدالصمد 〃
۸۵۲۵ میاں عبدالعزیز صاحب
۸۵۳۳ حکیم فضل حسین صاحب
۸۵۳۸ چوہدری دین محمد صاحب
۸۵۵۲ حوالدار میجر علی محمد صاحب
۸۵۸۵ دی اولڈ بوائز
۸۵۸۶ مولوی حسام الدین حیدر صاحب

۸۶۱۴ شیخ تاج محمود صاحب
۸۶۴۱ احمد الدین 〃
۸۶۴۲ محمد حسین 〃
۸۶۴۳ بابو محمد اکبر صاحب
۸۶۴۵ عبدالحی صاحب
۸۶۴۶ بابو ممتاز علی خان صاحب
۸۶۶۹ منشی محمد شریف صاحب
۸۶۶۹ چوہدری مہر الدین صاحب
۸۶۷۲ سید محمود شاہ 〃
۸۶۷۳ چوہدری مہر الدین 〃
۸۶۸۳ سید بشیر احمد شاہ 〃
۸۶۹۰ غلام حسین 〃
۸۷۰۹ عبدالمجید خان 〃
۸۷۲۱ چوہدری بیرم خان 〃
۸۷۳۰ صلاح الدین احمد 〃
۸۷۷۵ عباس علی شاہ 〃
۸۷۹۱ محمد عباس 〃
۸۷۹۷ امام الدین 〃
۸۸۰۳ محمد یعقوب خان 〃
۸۸۱۸ عبدالغنی صاحب
۸۸۳۵ حاجی محمد ابراہیم 〃
۸۸۳۷ چوہدری عبدالرشید 〃
۸۸۳۸ شیخ مشتاق حسین 〃
۸۸۵۱ رحمت اللہ صاحب
۸۸۸۶ فقیر محمد 〃
۸۹۷۱ بابو محمد بخش 〃
۸۹۷۶ مرزا محمد صادق صاحب
۸۹۹۶ سید محبوب عالم 〃
۸۹۹۷ سید حافظ عبدالرحمن صاحب
۹۰۲۴ منشی نور الدین 〃
۹۰۵۹ میاں محمد سلطان 〃
۹۰۶۴ عبدالعزیز صاحب
۹۱۰۲ فیض محمد 〃
۹۱۰۳ ملک عبدالرحیم 〃
۹۱۰۴ عنایت اللہ 〃
۹۱۰۸ مولوی محمد خورشید عالم صاحب
۹۱۱۶ مرزا سید محمد صاحب
۹۱۲۰ علم الدین 〃
۹۱۲۳ محمد حسین خان 〃
۹۱۲۵ پیر ولایت شاہ 〃
۹۱۲۶ محمد سعید صاحب

۹۱۴۸ سپرنٹنڈنٹ پولیس
۹۱۵۵ سید حبیب الرحمن صاحب
۹۱۹۸ اللہ بخش 〃
۹۲۰۷ خواجہ غلام مصطفیٰ 〃
۹۲۱۱ جمال الدین 〃
۹۲۳۵ پروفیسر عبدالحق 〃
۹۲۳۷ حاجی بلادل 〃
۹۲۴۸ دوست محمد 〃
۹۲۴۹ مستری نور محمد 〃
۹۲۶۱ محمد عبدالخالق 〃
۹۲۶۳ سید عبدالرشید 〃
۹۲۷۳ ملک شیر محمد 〃
۹۲۸۸ سید محمد مسعود 〃
۹۲۹۱ بابو فضل الٰہی 〃
۹۳۰۰ چوہدری محمد الدین صاحب
۹۳۰۷ میاں بلند بخش 〃
۹۳۱۱ محمد عالم 〃
۹۳۴۶ عبدالسلام 〃
۹۳۷۸ میاں نور الٰہی 〃
۹۳۸۱ شیخ محمد سعید 〃
۹۳۸۴ نذیر حسین محمد شفیع 〃
۹۳۸۶ مولوی اے ایم آر خلیل الرحمن
۹۳۸۷ سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس
لفٹیننٹ کے عبدالحمید
۹۳۹۰ خان صاحب پونچھ
۹۳۹۱ ماسٹر غلام محمد صاحب
۹۳۹۲ علی حیدر خان 〃
۹۳۹۷ مرزا عبدالعزیز 〃
۹۳۹۸ چوہدری محمد شریف 〃
۹۳۹۹ محمد عبیداللہ 〃
۹۴۰۰ اے ایف خان چوہدری
۹۴۰۱ بابو محب الرحمن صاحب
۹۴۰۲ شیخ قادر بخش 〃
۹۴۰۷ چوہدری اللہ رکھا 〃

۹۴۰۸ بانی بیگم صاحبہ
۹۴۰۹ دوست محمد صاحب
۹۴۱۳ ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب
۹۴۱۵ ڈاکٹر حکیم عبدالرحیم 〃
۹۴۲۹ بابو محمد افضل 〃
۹۴۳۳ پیر محمد زمان شاہ 〃
۹۴۳۴ حکیم بخشش علی 〃
۹۴۴۷ محکم الدین 〃
۹۴۷۰ قائم الدین 〃
۹۴۷۸ محمد سلیمان غوری 〃
۹۴۷۹ ڈاکٹر عبدالسمیع 〃
۹۴۸۰ ملک عزیز احمد 〃
۹۴۸۳ خورشید احمد 〃
۹۴۸۵ عنایت اللہ 〃
۹۴۸۷ مولانا عبدالمالک 〃
۹۴۹۰ عبدالحمید خان 〃
۹۴۹۲ محمد شریف 〃
۹۴۹۳ مرزا فضل الٰہی 〃
۹۵۰۱ فتح محمد 〃
۹۵۰۳ احمد خان 〃
۹۵۰۵ شیخ محمد حسین 〃
۹۵۰۷ سید محمود احمد شاہ 〃
۹۵۰۸ مستری محمد حسین 〃
۹۵۰۹ محمد رمضان 〃
۹۵۱۰ اے جی احمدی
۹۵۱۱ منشی محمد اصغر صاحب
۹۵۲۱ سید محمود شاہ 〃
۹۵۲۶ خانصاحب عبدالعلیم 〃
۹۵۲۸ ملک نبی محمد 〃
۹۵۳۷ نور محمد 〃
۹۵۳۸ عبدالواحد 〃
۹۵۴۴ قیام الدین 〃
۹۵۴۷ ماسٹر بشیر احمد 〃
۹۵۵۲ عبدالغنی 〃
۹۵۶۱ قریشی محمد حنیف صاحب
۹۵۷۰ منشی حسن محمد صاحب

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

بنگال کونسل کی مسلم پارٹی کا ایک اجلاس ۶ دسمبر کو منعقد ہوا۔ تمام ممبر حاضر تھے۔ بحث و تمحیص کے بعد الہ آباد سکیم کو ملک و ملت کے لئے خطرناک قرار دیا گیا۔ انجمن اسلامیہ لاہور نے بھی اس سکیم کی مذمت کی ہے اور بنگال ہندو سبھا نے بھی اسے مسترد کر دیا ہے۔

گاندھی جی نے اعلان کیا ہے کہ ہندوستان کے ہر شہر اور ہر قریہ میں ۱۸ دسمبر کو "چھوت چھات ڈے" منایا جائے۔ جس میں چھوت چھات کی مخالفت اور اچھوتوں کے لئے چندہ جمع کیا جائے۔ اعلیٰ ذات کے ہندو اچھوتوں کے مکان صاف کریں۔ مشترکہ جلوس نکالے جائیں۔ بچے مشترکہ طور پر کھیلیں۔

گاندھی جی کے وطن مالوف احمد آباد کی سناتن دھرم سبھا نے گورنر کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجنے کا فیصلہ کیا ہے کہ اچھوتوں کے معاملہ میں سناتنیوں کے جذبات کا احترام کیا جائے۔ اور ان لوگوں کے خلاف انسدادی تدابیر اختیار کی جائیں۔ جو انہیں مندروں میں داخل کر کے سناتن دھرمیوں کے مذہبی جذبات کو مجروح کر رہے ہیں۔

لنڈن کی تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ گول میز کانفرنس کے حلقوں میں یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہندوستان کا نیا دستور اساسی اگلے سال میں نافذ ہو جائیگا۔ اور ۱۹۳۳ء کے آخر میں عام انتخابات ہونگے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۶ دسمبر کو میثاق اوٹاوہ پر پھر بحث شروع ہوئی۔ موافق و مخالف سالہا تقریریں ہوئیں۔ آخر میں سر جوزف بھور نے موثر انداز میں ہاؤس کو یقین دلایا۔ کہ اگر انہیں دیانتداری کے ساتھ یہ یقین نہ ہوتا۔ کہ یہ میثاق ہندوستان کے لئے نہایت مفید ہے۔ تو وہ اسے کبھی منظور نہ کرتے۔ اگر اسے منظور نہ کیا گیا تو ہندوستان کو سخت خسارہ ہوگا۔ چنانچہ ۵۲ کے مقابلہ میں ۷۷ آراء کی کثرت سے یہ میثاق منظور کر لیا گیا۔

حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ کے دو نو شہزادگان اپنی بیگمات کے ہمراہ گذشتہ موسم گرما میں یورپ گئے تھے ۳ دسمبر کو بمبئی واپس پہنچ گئے۔

مدراس کونسل کے ایک مسلمان ممبر نے ہاؤس میں ایک بل پیش کرنے کا نوٹس دیا تھا۔ کہ محرم کے موقعہ پر جو بیہودگیاں ہوتی ہیں۔ انہیں قانوناً ممنوع قرار دیدیا جائے۔ لیکن معلوم ہوا ہے۔ کہ گورنر نے اسے منظور کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

گاندھی جی نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر رائے عامہ نے گورو والیور مندر میں اچھوتوں کے داخلہ کو ناپسند کیا۔ تو میں غیر مشروط برت رکھ کر جان دیدونگا یہ برت غیر مشروط ہوگا گویا کسی طرح بھی نہ ٹوٹیگا۔

مسٹر پٹوردھن کو رتناگری جیل میں بھنگی کا کام کرنے کی اجازت نہ دیئے جانے پر گاندھی جی نے جو برت رکھا تھا۔ وہ ڈیڑھ دن کے بعد ملتوی کر دیا کہ گورنمنٹ اس پر غور کر رہی ہے۔ اب گورنمنٹ کا جواب آگیا ہے۔ اگرچہ مسٹر پٹوردھن کے سارے مطالبات منظور نہیں کئے گئے۔ تاہم جو کچھ منظور ہوا ہے گاندھی جی اس سے مطمئن ہیں۔

ہاؤس آف کامنز میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے نائب وزیر ہند نے کہا۔ کہ الہ آباد میں جو تصفیہ ہوا ہے۔ اس کی متعلقہ جماعتوں نے تصدیق نہیں کی۔ بلکہ دہلی میں سرکردہ مسلمانوں نے جمع ہو کر اس کی پر زور مذمت کی ہے۔

اچھوت ادھار کے سلسلہ میں جیل کے اندر گاندھی جی کو جو رعایتیں دی گئی تھیں۔ وہ اب کم کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ پہلے ۳۵ آدمی بیک وقت آپ سے ملاقات کر سکتے تھے۔ مگر اب صرف ۱۲ آدمی ہی کر سکیں گے۔

کلکتہ پورٹ سے کارتوسوں کے ایک بکس سے بیس سیر کارتوس اڑائے گئے ہیں۔ پولیس سرگرمی سے اس کی تفتیش کر رہی ہے۔

شاہ ڈنمارک اپنی ملکہ کے ساتھ ۱۰ دسمبر کو پرائیویٹ طور پر لنڈن آرہے ہیں۔ سرکاری طور پر ان کا کوئی استقبال وغیرہ نہیں ہوگا۔ لیکن آپ قصر بکنگھم میں ٹھیریں گے۔

بنگال کونسل میں ۶ دسمبر کو دہشت انگیزی کی تحریک کے مقابلہ کے لئے موجودہ مالی سال میں تین لاکھ روپیہ کا مطالبہ منظور ہوگیا۔ نیز بنگال کریمنل لا ء پاس ہوگیا۔

مقدمہ سازش میرٹھ کا فیصلہ پہلے یکم اور پھر ۱۵ دسمبر کو سنائے جانے کی خبر تھی۔ لیکن اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ۱۶ جنوری ۱۹۳۳ء کو سنایا جائیگا۔

لنڈن سے ۶ دسمبر کی ایک خبر مظہر ہے کہ گول میز کانفرنس کا اجلاس ۲۳ دسمبر کو ختم ہو جائیگا لیکن ملک معظم کی حکومت ۳۰ جنوری ۱۹۳۳ء سے پیشتر وائٹ پیپر شائع نہ کریگی۔

آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ۶ دسمبر کو دہلی میں منعقد ہوا۔ جس میں طے کیا گیا۔ کہ لکھنؤ اور الہ آباد کی کانفرنسوں میں شمولیت بالکل غیر ضروری ہے۔

گورنر بمبئی نے ۶ دسمبر کو احمد آباد میں ایک تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ جب تک کامل امن و امان قائم نہ ہو۔ ہندوستان کو کسی قسم کی اصلاحات کا دیا جانا ناممکن ہے۔

ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جموں نے مولوی محمد حسین صاحب امام مسجد کو نوٹس دیا ہے کہ وہ دو ماہ تک کوئی پبلک تقریر نہ کریں۔

گول میز کانفرنس کا جو اجلاس ۶ دسمبر کو شروع ہوا۔ اس میں وزیر ہند فوجی فنانس کے متعلق بیان دینا چاہتے تھے کہ سر سپرو نے اپنی پارٹی کی طرف سے ایک بیان دینے کے لئے صدر سے اجازت طلب کی۔ اس پر وزیر ہند نے اعتراض کیا کہ بیان پڑھنے سے قبل ضروری ہے کہ اس کی کاپی مجھے دی جائے آخر انہیں دکھا کر پڑھا گیا۔ وزیر ہند نے اس کے آخری حصہ کے متعلق کہا۔ کہ یہ گورنمنٹ کے ساتھ ناانصافی ہے۔ اور اگر کانفرنس کی کارروائی اسی طرح ہوتی ہے تو بہتر ہے ڈیلیگیٹ پہلے ہی اپنے ارادوں کا اظہار کر دیں۔ اس ریمارک پر سر سپرو نے پروٹسٹ کیا۔ تو وزیر ہند اس کا کوئی جواب دینے کے بجائے اجلاس سے واک آؤٹ کر گئے۔

حکومت ہند نے الہ آباد کانفرنس کے متعلق وائٹ ہال کو ایک مراسلہ ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ اسے تمام فرقوں کی تائید حاصل نہیں۔ اس لئے اس سے متاثر ہونے کی ضرورت نہیں۔

بنگال کونسل میں ۷ دسمبر کو ہوم ممبر نے ایک سوال کے جواب میں بتایا۔ کہ نومبر ۱۹۳۱ء سے اکتوبر ۱۹۳۲ء تک بنگال میں دہشت انگیزی کی ۲۶ ۱ وارداتیں ہوئی ہیں۔

آل انڈیا الور کانفرنس نے فیصلہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے تمام مطالبات جائز اور درست ہیں۔ اور شکایات کے ازالہ کے لئے ایک کونسل آف ایکشن مرتب کی ہے۔ لیکن فیصلہ کیا ہے کہ اس کی طرف سے عملی اقدام سے قبل دربار کو پندرہ روز کی مہلت دی جائے۔

واشنگٹن سے ۶ دسمبر کی خبر ہے کہ ایوان نمائندگان میں شراب نوشی کو از سر نو جاری کرنیکی تجویز نامنظور ہوگئی۔

وائسرائے ہند نے جو آرڈی ننس جاری کر رکھا ہے اس کی میعاد ۳۰ دسمبر کو ختم ہو جائیگی۔ اور امید کی جاتی ہے کہ اسمبلی میں جو آرڈی ننس بل پاس ہوا ہے۔ وائسرائے ہند ۳۰ دسمبر سے قبل اس کی تصدیق کر دینگے۔

جنوبی افریقہ کی اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ کینیا کے قریب ایک پہاڑ میں ریڈیم دریافت ہوئی ہے۔

اسمبلی کے اجلاس میں ۶ دسمبر کو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حکومت کی طرف سے کہا گیا۔ کہ مالی بدحالی کی وجہ سے وہ ابھی کارڈ اور لفافوں کی قیمت میں تخفیف کے لئے تیار نہیں۔

منچوریا میں چینی افواج کو شکست ہو رہی ہے۔ اور جاپانی انہیں روسی علاقہ میں نظر بند کر رہے ہیں۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی